اس قلعہ نما بنگلے کے آہنی گیٹ پر سیکیورٹی گارڈ تعینات تھے۔ چار دیواری کافی اونچی تھی۔ جس پر خاردار تار لگے ہوئے تھے۔ رہائشی عمارت دو منزلہ تھی' جہاں نارنجی سی پیلی دھیمی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ چند کھڑکیوں سے روشنی چھن کر باہر آ رہی تھی۔ بنگلے کے اندر سکوت تھا اور میرے اندر سنسنی پھیلی ہوئی تھی۔ اگرچہ دلجیت مجھے پلان سمجھا چکی تھی لیکن یہاں آ کر اندازہ ہوا تھا کہ سوچ اور عمل میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ یہاں کی سیکیورٹی کو پار کر کے ہی مدن لعل تک پہنچنا تھا' جو بظاہر ناممکن دکھائی دے رہا تھا۔ ہم گیٹ کے سامنے سے گزر کر دائیں جانب والی سڑک پر آ گئے۔ ایک چکر لگا کر جب ہم واپس آئے تو ٹکڑ والے بُرج میں سے رسہ لٹک رہا تھا۔ وہ سیکیورٹی والوں کا بُرج تھا۔ اندھیرے میں وہ رسہ نظر آنا مشکل تھا' لیکن بہت غور کرنے پر وہ دکھائی دے رہا تھا۔ دلجیت نے کار روک دی۔ اس نے چھوٹے بیرل کی گن کاندھے سے لٹکائی اور مجھے باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔ اس کے پاس مزید ہتھیار کیا تھے' اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔ میں بہرحال پوری طرح لیس تھا۔ ہم دیوار کے قریب چلے گئے۔ میں نے رسے کی مضبوطی کا اندازہ لگایا اور اوپر چڑھنے لگا۔ میں بُرج میں پہنچ گیا۔ وہاں ایک سیکیورٹی گارڈ تو مستعد تھا لیکن دوسرا بے ہوش تھا۔ میں نے صورت حال کا جائزہ لیا' تب تک دلجیت بھی وہیں آ گئی۔

''یہ ایک گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آئے گا۔'' اس گارڈ نے دھیمی آواز میں کہا تو دلجیت بولی۔

''اور تم ذرا سا بھی اپنے لیے خطرہ محسوس کرو تو نیچے اتر کر گاڑی لے جانا۔''

اس کے یوں کہنے پر گارڈ نے سر ہلا دیا۔ ہم دونوں آگے پیچھے بُرج سے نیچے اُتر آئے۔ چار دیواری سے تھوڑا فاصلہ چھوڑ کر درختوں اور پودوں کی ایک طویل قطار تھی۔ ہم اس کی آڑ میں چلتے ہوئے اس راستے پر آ گئے جہاں سے رہائشی عمارت کا دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس راستے کے دونوں طرف پھول دار پودے لگے ہوئے تھے۔ ہم ان کی آڑ میں آگے بڑھتے گئے' یہاں تک کہ دروازے کے پاس پہنچ گئے۔ صرف دو یا تین فٹ کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ میں نے دیکھا' دو گرے ہاؤنڈ ہمارے سامنے کھڑے تھے۔ وہ بھونکنا تو چاہتے تھے مگر بھونک نہیں پا رہے تھے۔ وہ نشے کی انتہا پر تھے۔ یا پھر زہر اپنا اثر دکھا گیا ہوگا' اس وقت مجھے کتے کی فطرت کا اندازہ ہوا تھا۔ وہ انتہائی بے بسی کے عالم میں بھی مالک سے وفاداری کر رہا تھا۔ اس وقت میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ دلجیت نے اپنا سائلنسر لگا پسٹل نکالا اور ہلکی سی ٹھک کی آواز آئی۔ ایک کتا لڑھک گیا' اسی طرح دوسرے پر فائر کیا۔ دوسرا بھی دہلیز پر لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ چند منٹ انتظار کے بعد دلجیت آگے بڑھی' اس نے دروازے کو دھکیلا جو کھلتا چلا گیا۔ سامنے ہی دروی میں ملبوس ایک سیکیورٹی گارڈ کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پسٹل تھا اور وہ ہماری طرف دیکھ رہا تھا۔ دلجیت ایک لمحہ کو ٹھٹکی اور آگے بڑھ گئی۔ اس نے آہستہ آواز میں منمناتے ہوئے کہا

''تم لوگوں کے پاس فقط دس منٹ ہیں۔ اندر کے تین سیکیورٹی گارڈ اس وقت نشے میں دھت پڑے ہیں' میں نے انہیں وہی نشی دے دیا ہے جو جوان کتوں کو دیا تھا۔ ہر پندرہ منٹ بعد اندر سے باہر رابطہ ہوتا ہے اور جس نے رابطہ کرنا ہے وہ بے ہوش ہے' ہری اپ.....'' گارڈ کے لہجے میں تیزی تھی۔ میں نے سیڑھیوں کی طرف دیکھا جو چند فٹ کے فاصلے پر تھیں' میں اس جانب بڑھ گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دوسری منزل پر پہنچ کر میں نے جیپ سے ماسٹر کی نکالی اور مدن لعل کے بیڈ روم والے دروازے میں گھسادی۔ اسی وقت دلجیت بھی وہاں پہنچ گئی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ وہ ایک شاہانہ بیڈ روم تھا۔ جس کے درمیان میں جہازی سائز بیڈ پر ایک چھوٹے قد کا' گہرا سانولا' سر سے گنجا' موٹا سا شخص پڑا تھا۔ اس نے سفید کرتا اور دھوتی پہنی ہوئی تھی۔ وہ بے سدھ پڑا ہوا تھا۔ میں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں دلجیت سے تصدیق چاہی۔

''یہی ہے.....'' اس نے دھیمی آواز میں کہا اور مدن لعل کے سر پر پہنچ گئی۔ اسے گردن سے پکڑا اور زور سے ایک تھپڑ اس کے منہ پر رسید کر دیا۔ وہ ہڑبڑا کے اٹھ بیٹھا۔ اس کی آنکھیں نشے اور نیند کے باعث سرخ ہو رہی تھیں۔ اس نے ہم دونوں کی طرف دیکھ کر حیرت بھری آواز میں پوچھا۔

''کون ہو تم لوگ..... اور یہاں تک کیسے پہنچے ہو.....؟''

''وہ بھی بتا دیتے ہیں لیکن ابھی تمہیں ہمارے ساتھ جانا ہوگا۔ اٹھو یا پھر ہم اٹھائیں.....'' دلجیت نے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارتے ہوئے کہا۔ وہ بھنا کر اسے دیکھنے لگا۔ پھر اپنا ہاتھ سرہانے کی جانب بڑھایا ہی تھا کہ وہ بولی۔ ''نہیں مدن لعل..... نہیں..... اب کچھ نہیں ہو سکتا..... اٹھو.....'' یہ کہہ کر اس نے خود سرہانے کے نیچے ہاتھ ڈال دیا۔ وہاں پسٹل پڑا ہوا تھا۔ تبھی اس نے بڑے اعتماد سے کہا۔

''تم لوگ یہاں میرے بیڈ روم تک پہنچے کیسے.....؟''

''سارا کچھ بتائیں گے اور بہت کچھ پوچھیں گے بھی..... چل.....'' دلجیت نے کہا تو وہ بولا۔

''دیکھو..... میں داد دیتا ہوں تمہاری بہادری کی کہ تم.....'' اس نے یہ کہا ہی تھا کہ میں آگے بڑھا اور ایک زوردار گھونسہ اس کے منہ پر دے مارا' پھر اسے گردن سے پکڑ کر بیڈ سے نیچے دے مارا۔ اور کہا۔

''سالا بکواس کیے جا رہا ہے..... چل.....''

اس کے ساتھ ہی دلجیت نے اُسے تھپڑوں، مکوں اور لاتوں پر رکھ لیا۔ وہ اسے سیڑھیوں تک ایسے ہی مارتے ہوئے لائی۔ تب اس نے اسے ٹانگ سے پکڑا۔ میں اس وقت تک سیڑھیوں کے آخری زینے تک جا پہنچا۔ دلجیت نے اسے دھکا دے دیا۔ وہ لڑھکتا ہوا نیچے تک آیا۔ سیڑھیوں پر قالین کی وجہ سے اسے کم چوٹیں آئی تھیں۔ ایک بار تو مجھے لگا کہ جیسے وہ مر گیا ہے۔ میں نے اٹھایا تو وہ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ اس وقت تک وہ سیکیورٹی گارڈ بھی آ گیا۔ میں نے دلجیت کے نیچے آتے ہی کہا۔

''سنبھالو اسے..... میں نکلتا ہوں۔''

میں داخلی دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ وہ اندر سے بند تھا۔ میں نے اسے کھولا اور ہلکی سی درز سے باہر جھانکا۔ کافی فاصلے پر آہنی گیٹ کے ساتھ سیکیورٹی گارڈ موجود تھے۔ دو باہر تھے اور جو ساتھ سیکیورٹی روم میں تھے ان کے بارے میں معلوم نہیں تھا۔ میں نے گھڑی پر وقت دیکھا' تقریباً تین منٹ باقی تھے۔ میں باہر نکلا اور باڑ کی آڑ میں بھاگتا ہوا' ان سیکیورٹی گارڈز سے فاصلے پر جا رکا۔ میں نے ان میں سے ایک کا نشانہ لیا' مجھے ٹھک کی آواز سنائی دی لیکن سیکیورٹی گارڈ چیخ مار کر گر گیا۔ دوسرا فوراً گھبراہٹ میں الرٹ ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ میں نے اس کا بھی نشانہ لیا' وہ بھی چکراتا ہوا گر گیا۔ اس وقت تک ہلچل مچ گئی۔ سیکیورٹی روم سے تین گارڈ باہر نکلے۔ انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ فائر کس طرف سے ہوا ہے۔ میں نے مڑ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کر دیکھا۔ دلجیت پورچ میں آ چکی تھی اور گارڈ کے سہارے مدن لعل کو وہاں موجود چند گاڑیوں میں سے ایک کار میں بٹھا چکی تھی۔ میں نے ان تینوں میں سے ایک کا جیسے ہی نشانہ لیا' الارم بج گیا۔ اب وہاں پر ایک ایک لمحہ بھاری تھا۔ میں نے یکے بعد دیگرے ان تینوں کا نشانہ لیا' وہ وہی سڑک پر گرتے چلے گئے۔ مجھے یقین تھا کہ ایک آدھ بندہ ابھی روم کے اندر ہوگا' جس نے الارم بجایا تھا۔ مختلف برجوں کی طرف سے الارم کی آواز پر فائرنگ ہونا شروع ہوگئی تھی۔ جیسے ہی دلجیت گیٹ کے قریب آئی' روم میں سے ایک شخص نکلا' اس نے گن سیدھی کر کے فائر کرنا چاہا' لیکن میری چلائی ہوئی گولی اسے چاٹ گئی' گیٹ پر اب کوئی نہیں تھا۔ دلجیت کے ساتھ بیٹھا ہوا گارڈ گیٹ کھولنے لگا' اور میں اتنے میں کار کی پچھلی نشست پر مدن لعل کے ساتھ آ بیٹھا جو ادھ موا سا تھا۔ کار چشم زدن میں گیٹ سے باہر نکلی' گارڈ ایک جانب بھاگتا چلا گیا اور اندھیرے میں گم ہوگیا۔ جبکہ دو سفید کاریں ہمارے آگے پیچھے چل پڑیں۔ جو اس پوش علاقے سے نکلتے ہی مخالف سمت میں مڑ گئیں۔

دلجیت انتہائی تیز رفتاری سے کار بھگائے چلی جا رہی تھی۔ اس کی پوری توجہ سڑک پر تھی۔ میں نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ کوئی گاڑی ہمارے پیچھے نہیں تھی۔ تاہم میرے اندر ایک بے چینی در آئی تھی۔ جسے میں سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ فرینڈز کالونی کے اس بڑے سے گھر کا گیٹ پار کرتے ہی وہ کار پورچ میں لے جانے کی بجائے سرونٹ کوارٹر کی جانب لے گئی۔ کچھ ہی دیر بعد ہم مدن لعل کو لے کر کوارٹر کے اندر تھے۔ اسے ننگے فرش پر بٹھا دیا تھا اور میں حیران تھا کہ ادھ موا ہونے کے باوجود بھی اعتماد تھا۔ اس نے کراہتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتا..... تم لوگوں نے کس طرح مجھ تک رسائی حاصل کی ہے..... پر بہت بڑی غلطی کر چکے ہو..... تم لوگ..... سب مارے جاؤ گے..... سب.....'' یہ کہتے ہوئے اس نے زور سے آنکھیں بھینچ لیں۔ تبھی دلجیت نے اس کی پسلی پر لات مارتے ہوئے کہا۔

''بے غیرت..... تیری وجہ سے میرا اکلوتا بھائی..... لکھوندر سنگھ اس دنیا میں نہیں رہا..... یاد آیا کچھ..... تیرے کتوں نے اسے مارا..... تیرے سامنے..... یاد آیا.....''

''جو بھی میری راہ میں آیا..... میں نے اسے مار دیا..... تم چاہو تو مجھے مار دو..... میں مرنے کے لیے تیار ہوں..... لیکن تم میں سے کوئی نہیں بچے گا..... تو بھی نہیں.....'' اس نے کراہتے ہوئے زخم خوردہ لہجے میں کہا۔

''ایک سال سے تیرے اردگرد ہوں کتے..... دیکھا' تیری سیکیورٹی..... تیرے سی سی کیمرے..... تیری قلعہ بندی' سب ختم کر دی میں نے..... اب تیرا سارا نیٹ ورک بھی ختم کروں گی۔''

''آہ..... نیٹ ورک..... نیٹ ورک کو فرق نہیں پڑتا..... میں چاہے مر بھی جاؤں.....'' اس نے طنزیہ کہا۔

''بکواس کر رہا ہے تو..... ابھی تیری کیمیکل فیکٹری اڑ جائے گی..... تو پھر دیکھیں گے تیرا نیٹ ورک کیسے چلتا ہے..... خیر.....! بول پاکستانی پنجاب میں تیرا نیٹ ورک کون چلا رہا ہے؟ بول؟''

جیسے ہی اس نے یہ سنا' اس نے چونک کر ہم دونوں کو دیکھا' پھر جیسے اسے ساری سمجھ آ گئی۔ تب وہ بڑے اعتماد سے مگر پھنکارتے ہوئے بولا۔

''تو تم لوگ دہشت گرد ہو؟ ورنہ..... یہاں کے کسی بندے کی جرات نہیں تھی مجھ تک پہنچنے کی۔ یہ بھول جاؤ کہ میں تم لوگوں کو کچھ بتاؤں گا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تیرا ہر ایک عضو بولے گا.....'' میں اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا۔

''ہونہہ..... ہر عضو.....'' اس نے طنزیہ انداز میں نفرت بھری نگاہوں سے میری جانب دیکھتے ہوئے کہا تو میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دلجیت سے کہا۔

''نمک تو منگواؤ.....'' میرے سرد لہجے سے وہ سمجھ گیا کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے دہشت زدہ انداز میں میری جانب دیکھا تو میں نے کہا۔ ''تیرے بیوی بچے اس وقت بنکاک میں ہیں..... منوہر یہاں تھا' مر گیا..... اب ان کی باری ہے..... تم نے سنا ہوگا مدن لعل مرا ہوا ہاتھی سوا لاکھ کا ہو جاتا ہے۔ تیری لاش..... عبرت کا نشان بن جائے گی..... میں بناؤں گا.....''

''تو بنا دو..... مجھے کیا سنا رہے ہو.....'' اس نے انتہائی نفرت سے کہا۔ اس وقت دلجیت نمک لے آئی۔

''اس کا مطلب ہے تم کچھ نہیں بتاؤ گے۔'' میں نے اپنی پنڈلی سے بندھا ہوا خنجر نکال کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ خاموشی سے میری طرف دیکھتا چلا جا رہا تھا۔ تبھی میں نے پینترا بدلتے ہوئے کہا۔ ''ایک جنگل میں دو شیر نہیں رہ سکتے..... یہ تم جانتے ہو نا.....''

''کیا مطلب.....؟'' اس نے تیزی سے پوچھا۔

''کیا تم سمجھتے ہو کہ تم ہی یہاں سے دولت کما سکتے ہو..... تو ہمارے لیے مرا ہوا ہاتھی بنے گا سوا لاکھ کا..... تو مر جائے گا..... تیری جگہ ہم لیں گے..... تیرا سارا کاروبار ہم سنبھالیں گے..... میں جانتا ہوں کہ تیرا نیٹ ورک کہاں کہاں پر ہے..... صرف تم سے تصدیق چاہ رہا تھا..... ممکن ہے ہمارے درمیان کوئی سمجھوتہ ہو جاتا لیکن.....'' یہ کہتے ہوئے میں نے خنجر اس کی ران میں پرو دیا۔ وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ میں نے خنجر نکالا اور اس میں نمک بھر دیا۔ اس کی چیخیں بلند ہونے لگیں تو دلجیت نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے خنجر اس کی دوسری ران میں پرویا تو ساکت سا ہو گیا اور دونوں ہاتھ لہرانے لگا۔ دلجیت نے اس کا منہ چھوڑ دیا۔

''کوئی سمجھوتہ..... ہو..... سکتا..... ہے.....'' اس نے بمشکل کراہتے ہوئے کہا۔

''لاہور میں کون ہے.....؟'' میں نے سرد لہجے میں پوچھا۔ ''شش..... شیخ ظہیر..... گل..... برگ..... تھ..... ری.....'' اس نے کراہتے ہوئے کہا۔ میں نے اس کے زخم میں نمک بھر دیا۔

''بکواس کرتے ہو تم.....'' میں نے اندھیرے میں تیر پھینکا۔

''وکی سنگھ ان کے ساتھ ڈیل کرتا ہے..... اس سے تصدیق ہو جائے گی..... سمجھوتہ بولو.....'' اس نے کہا۔

''اسے بھی یہیں لا رہے ہیں..... فکر نہ کرو.....'' دلجیت نے کہا۔ ''تم دیکھو گے..... ہم کتنے اچھے مہمان نواز ہیں..... تم سمجھوتہ کرنا ہی نہیں چاہتے..... ورنہ سچ اگل دیتے۔''

''میں بتا بھی دوں..... تو..... وہ تمہارے کسی..... کام..... کا..... نہیں..... اسے..... را..... ہینڈل کرتی..... ہے۔'' مدن لعل بولا۔

''اور 'را' کے کتنے لوگ تیرے خلاف ہو چکے ہیں۔ یہ تجھے نہیں معلوم.....'' میں نے کہا تو اس نے چونک کر میری جانب دیکھا۔ تو میں نے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کہا۔ ''تیرا مرنا لازمی ہے۔ بتا جائے گا تو تیرے بچے..... بنکاک میں.....''

''بتایا تا..... شیخ ظہیر.....'' اس نے پوری قوت لگا کر کہا۔ ''امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس ہے' وہ سب..... ڈیل کرتا..... ہے۔''

یہی وہ لمحہ تھا جب دلجیت کا سیل فون بج اٹھا۔ اس نے کال پک کی۔ چند لمحے فون سننے کے بعد اس کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں تشویش ملی حیرت ٹپکنے لگی۔ اس نے یوں کہا جیسے خود کلامی کر رہی ہو۔

''کہاں غلطی ہو گئی..... پولیس اور خفیہ کے لوگ اس علاقے کو گھیر رہے ہیں۔''

یہ سنتے ہی مدن لعل نے قہقہہ لگایا۔ جو اگرچہ جاندار نہیں مریل سا تھا لیکن اس میں فتح مندی کا احساس چھلک رہا تھا۔ اس نے طنزیہ انداز میں میری طرف دیکھا' پھر دلجیت کی طرف دیکھ کر بولا۔

''تم کیا سمجھتے ہو علاقے پر بادشاہت ایویں ہی ہو جاتی ہے۔ ابھی چند منٹ میں وہ لوگ یہاں پہنچ جائیں گے۔ چاہے تم لوگ مجھے مار دو..... لیکن تم اور تمہارے سارے ساتھی..... کوئی زندہ نہیں بچے گا۔ آں..... آں۔'' وہ کراہ کر رہ گیا۔ پھر انتہائی نفرت سے بولا۔ ''بے غیرت سکھو اور مُسلو..... تم لوگوں سے اپنا بھارت شدھ کر کے چھوڑیں گے۔ اس میں چاہے جتنا وقت لگ جائے..... بھگوان کی کرپا سے..... لاہور کا نیٹ ورک چلے گا..... جو پاکستان کی جڑیں ختم کرے گا..... اب مارو مجھے..... ختم کر دو مجھے.....'' یہ کہتے ہوئے اس نے اضطراری انداز میں اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کو گھمایا..... میں نے اسے دیکھا' وہ عجیب سی بھاری ڈائل والی تھی۔ میں لمحے کے ہزارویں حصے میں سمجھ گیا' وہ مدن لعل کی نشاندہی کرنے والا آلہ بھی تھا۔

''دلجیت.....! اس کی بکواس مت سنو..... اور سب کو لے کر فوراً نکلو یہاں سے' صرف دو منٹ ہیں۔'' یہ کہہ کر میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور خنجر سے اس کی کلائی کاٹ دی۔ اس کے منہ سے بھیانک چیخ نکلی۔ دلجیت جا چکی تھی۔ میں نے مدن لعل سے کہا۔

''سنو.....! جب تک ہم جیسے سر پھرے لوگ ہیں' تم جتنی بھی کوشش کر لو..... پاکستان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے..... میں دیکھوں گا تیرا نیٹ ورک.....'' یہ کہتے ہوئے میں نے خنجر اس کی گنجی کھوپڑی میں گاڑ دیا۔ اس نے ایک سسکی لی اور مر گیا۔

تقریباً دو تین منٹ کے دوران وہاں پر موجود سب لوگ مختلف سمتوں میں پھیل کر نکل گئے۔ ہم ایک فورویل جیپ میں سوار وہاں سے نکلے..... ہمارے ساتھ وہ لڑکی بھی تھی' جسے دلجیت اغوا کر کے لائی تھی۔ اس وقت وہ بے ہوش تھی۔ میں نے اس وقت لڑکی پر نہیں سوچا' بلکہ میری ساری توجہ اس گھڑی کو ٹھکانے لگانے پر تھی۔ جیسے ہی ہم مین روڈ پر آئے' ہمارے قریب سے ایک ٹرک گزرا' میں نے وہ گھڑی' اس پر پھینک دی۔ اور پرسکون ہو گیا۔

''یہ گھڑی.....'' دلجیت نے پوچھا۔

''مدن لعل کی نشاندہی کرنے والا آلہ..... اب سارے ناکے ٹوٹ جائیں گے..... ہمیں صرف گھنٹہ آدھا گھنٹہ چاہیے.....'' لفظ ابھی میرے منہ ہی میں تھے کہ کافی دور کاریں کھڑی نظر آئیں' انہیں چیک کیا جا رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی میں نے کہا۔ ''دلجیت رُکو.....''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے فوراً گاڑی روک دی۔

''کیا بات ہے..... وہ ناکہ.....''

''ہاں.....'' میں نے کہا۔

''اس لڑکی کا بہانہ کر کے نکل جائیں گے..... بیمار ہے' اسپتال.....'' وہ بولی۔

''نہیں' رسک نہیں لینا۔ نکلو.....'' میں نے اترتے ہوئے کہا۔ اس نے فوراً کار چھوڑ دی۔ اور پھر تیزی سے سڑک کنارے سے ہٹ کر اندھیرے میں چلے گئے۔ تبھی دلجیت کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہوا۔

''ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا.....''

''تو نکلو..... میں تو جالندھر کے بارے میں نہیں جانتا.....'' میں نے کہا۔ اس نے چند لمحے سوچا اور ہم بائیں جانب آبادی کی جانب چل پڑے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم گلیوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے کہیں نکل جائیں گے۔ جہاں سے کسی محفوظ مقام کے بارے میں سوچا جاسکتا تھا۔

کافی دیر تک چلتے رہنے کے بعد ہم نے گلیاں پار کرلیں تو ہمارے سامنے ریلوے ٹریک تھا۔ میں نے آسمان پر دیکھا اور سمت کا اندازہ کیا۔ صبح ہونے میں تھوڑا وقت ہی رہ گیا تھا' ہم ریلوے ٹریک پر شمال کی جانب چلتے چلے جارہے تھے۔ تبھی دلجیت نے جھنجلاتے ہوئے کہا۔

''سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں کسے کال کروں..... سڑک پر چلنا خطرناک اور صبح تک.....'' وہ کہہ رہی تھی کہ اس کا سیل فون بج اٹھا۔ اس نے جلدی سے اسکرین پر نمبر دیکھے' پھر بڑبڑاتے ہوئے بولی۔ ''اجنبی نمبر..... کون..... ہوسکتا ہے۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے فون ریسیو کرلیا۔ پھر اگلے ہی لمحے حیرت سے بولی۔ ''جمال تیرا کوئی جاننے والا ہے۔''

میں نے فون کان سے لگایا' اور ہیلو کہا تو دوسری طرف سے جسپال کی آواز آئی۔

''اوئے کہاں ہے تو.....؟''

''اُو فرشتہ ہی لگے ہو یار..... تجھے نمبر کیسے.....؟'' میں نے کہنا چاہا تو اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''بکواس نہیں کر..... جلدی سے بتا تو ہے کہاں' میں جالندھر میں تجھے تلاش کررہا ہوں.....'' اس نے تیزی سے پوچھا۔

''یہ دلجیت سے پوچھ لے.....'' یہ کہہ کر میں نے فون دلجیت کو دیا تو وہ اسے لوکیشن سمجھانے لگی۔

ہم فرینڈز کالونی سے موتی نگر تک آگئے تھے۔ ریلوے ٹریک سے ہٹ کر ہم دوبارہ روڈ پر آئے تو ایک مخصوص جگہ پر وہ ہمیں کھڑا ہوا ملا' اس کے ساتھ ایک خوبصورت سی لڑکی تھی۔ ان سے چند فٹ کے فاصلے پر کار کھڑی تھی۔ ہمیں دیکھتے ہی وہ کار میں جا بیٹھے۔ جیسے ہی ہم اس کار میں بیٹھے وہ چل دیا۔ وہ خاموش تھا۔ اس کی ساری توجہ ڈرائیونگ پر تھی۔ کچھ دیر بعد وہ سڑک چھوڑ کر ایک گلی میں گھس گیا' جس کی رہنمائی ہر پریت کررہی تھی۔

☆ ☆ ☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

موتی نگر میں خالصہ تحریک کے ایک عہدیدار کا وہ گھر، ایک تنگ سی گلی میں واقع تھا جس میں بمشکل کار آتی تھی۔ انہوں نے کار باہر ہی پارک کی اور پیدل اس گھر تک آئے تھے۔ اس وقت وہ چاروں ایک آرام دہ کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔

''تو پھر ہرپریت ہی ہمارے کام آئی۔'' دلجیت نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو جسپال بولا۔

''میں پچھلے کئی گھنٹوں سے تمہیں تلاش کر رہا ہوں اور دلجیت کا نمبر میں نے وہیں سے لیا جہاں سے مجھے لینا چاہیے تھا۔''

جسپال نے کہا تو میں سمجھ گیا۔

''مگر تمہیں تلاش کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟'' میں نے پوچھا۔

''جسمیندر تیرے بارے میں جانتا ہے تو دوسرے بھی تیرے بارے میں معلومات رکھتے ہوں گے۔ یہ خطرناک بات تھی اور میں نے.....''

''جسمیندر..... وہی نا جو اب کینیڈا میں ہے؟'' دلجیت نے پوچھا۔

''تم کیسے جانتی ہو اسے؟'' جسپال نے پوچھا۔

''ہم کچھ عرصہ یہاں اکٹھے کام کرتے رہے ہیں۔ میں بھی وہیں جانے والی تھی، یہ آپریشن پورا کر کے مگر.....'' اس نے آخری لفظ بڑی اداسی میں کہے۔

''مگر..... مطلب.....؟'' میں نے پوچھا۔

''آپریشن ادھورا رہ گیا۔ میں نے مدن لعل کو چارہ بنانا تھا وکی سنگھ کے لیے..... دوسرا آپشن وہ لڑکی تھی..... اب شاید وکی سنگھ زیر زمین چلا جائے..... میرا نہیں خیال کہ مدن لعل نے لاہور کے بارے میں سچ بولا ہوگا۔'' اس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ایک لمحہ کے لیے بھی پر اداسی چھا گئی۔ تب وہ بولی۔ ''ایک سال ہو گیا..... میں مدن لعل پر کام کر رہی تھی اس کے دو سیکیورٹی کے لوگ بہت مشکل سے خریدے..... خیر.....! چھوڑو.....!'' اس نے کہا اور صوفے پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ تب ہرپریت بولی۔

''اتنی سی بات پر اداس ہو گئی ہو۔ وکی سنگھ جہاں بھی ہوا نکال لیں گے اسے باہر..... فی الحال کچھ کھانا پینا ہے تو ٹھیک ورنہ چلیں اوگی پنڈ۔''

''میرے پاس صرف دو دن ہیں ہرپریت..... پھر میں نے کینیڈا چلے جانا ہے..... جس طرح جسپال یہاں آیا ہے نا..... میں بھی اسی طرح یہاں آئی ہوں..... اس سے پہلے میرا بھائی لکھوندر سنگھ آیا تھا۔ وہ یہاں کی مٹی میں مٹی ہو گیا۔ اس کے قاتلوں کو..... اور اپنے باپو کے قاتلوں کو میں نے مار دیا..... اب واپس نہ گئی تو وہاں کی عدالت میری پراپرٹی میرے نام ختم کر کے چیئرٹی کو دے دے گی۔''

''اوہ..... ! تم لکھ کر دے آئی ہوتی، کوئی بات نہیں دو دن بہت ہیں۔'' جسپال نے کہا۔

''کل مجھے امرتسر جانا ہے.....'' دلجیت کور نے کہا تو ہرپریت سوچتے ہوئے بولی۔

''تم دو چار گھنٹے سو لو..... آرام کرو..... پھر دیکھتے ہیں۔''

اس کے لہجے میں بہت زیادہ اعتماد تھا۔ میں نے ایک نگاہ اس کے حسین چہرے پر ڈالی اس نے مجھے آنکھیں بند کر کے پرسکون ہو جانے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے لیے اشارہ کیا۔ تو میں نے اعلانیہ انداز میں کہا۔

''او کے ہر پریت..... میں تو سو رہا ہوں.....'' یہ کہہ کر میں صوفے پر سیدھا ہو گیا۔ اور پھر نجانے کب میری آنکھ لگ گئی۔

جس وقت میری آنکھ کھلی تقریباً چار گھنٹے گزر چکے تھے۔ میں فریش ہو گیا تھا۔ دلجیت صوفے کے ساتھ ٹیک لگائے اپنی ٹھوڑی' اپنے ہی گھٹنوں پر رکھے کسی گہری سوچ میں گم تھی۔ میں کچھ دیر اسے دیکھتا رہا' پھر ہولے سے کہا۔

''دلجیت! کیا بات ہے' اتنی افسردہ کیوں ہو؟''

اس نے چونک کر میری جانب دیکھا' پھر غمزدہ مسکراہٹ کے ساتھ میرے چہرے پر دیکھتے ہوئے بولی۔

''جمال..... ! ہم نجانے کس رستے کے راہی ہیں۔ ہماری منزل کیا ہے؟ ہمارا مرکز کہاں ہے؟ کیوں ہے اس دنیا میں اتنی نفرت ہے' ایک اچھا بھلا بندہ ہوتا ہے' اسے انتقام کی آگ نجانے کیسے کیسے دیس پھرا دیتی ہے۔ درندگی کا شکار ہونے والا بھی درندہ ہی بن جاتا ہے۔ جنگل ہے یہ دنیا..... جس میں لہو سے آبیاری ہوتی ہے' ہم کسی کو نہیں ماریں گے تو وہ ہمیں مار دے گا۔''

''لگتا ہے تم پر کچھ زیادہ ہی افسردگی طاری ہو گئی ہے۔'' میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو وہ کھسکتی ہوئی میرے قریب آ کر میرے پہلو سے لگ کر بیٹھ گئی۔ پھر اپنا سر میرے کاندھے پر رکھتے ہوئے بولی۔

''میں ایک لڑکی ہوں جمال' چاہے جتنی خون ریزی کر لوں' مار دھاڑ میں جتنی تاک ہو جاؤں' لیکن یہاں..... اس سینے میں ایک دل بھی ہے' میرے اندر کی عورت کے مطالبات تو وہی عورت والے رہیں گے نا..... کیوں نہیں یہ دنیا پرسکون ہو جاتی..... ہم بھی سکون سے رہیں۔''

''دلجیت کور جی.....! دنیا اس وقت پرسکون ہوتی ہے جب بندہ اندر سے پرسکون ہو جائے۔ یہیں پر معاف کر دینے کا فلسفہ سمجھ میں آتا ہے' خیر.....! تم کینیڈا جا رہی ہو تو سکون سے جاؤ' اپنی ایک پرسکون اور نئی دنیا آباد کرو۔ تو نے اپنے پریوار کا بدلہ لے لیا' یہی بہت ہے۔'' میں نے تحمل سے کہا۔

''اب میں اس دنیا میں تنہا ہوں جمال' کوئی نہیں ہے میرا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ میں کسی بندے سے شادی کر لوں گی..... اور بس..... یہی جیون ہے.....'' اس نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر میرے چہرے پر انگلی پھیرتے ہوئے بولی۔ ''میں نے بارہا موت کو اپنے قریب دیکھا ہے' اب ڈر نہیں لگتا موت سے' زندگی اور موت کے درمیان جو خلا ہے' میں اس میں جی رہی ہوں..... نجانے کیا ہو گا؟''

''میں تمہیں ایک بات بتاؤں' اگر دل کرے تو اس پر عمل کر لینا۔'' میں نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے متوجہ کرتے ہوئے کہا تو وہ میری جانب گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

''بولو.....!''

''خدمت خلق کرو..... بہت سکون ملے گا..... اپنی لڑائی کا رخ بدل دو۔ یہی انسانیت ہے۔'' میں نے کہا تو اس نے چونک کر میری جانب دیکھا' پھر ہولے ہولے سر ہلاتے ہوئے بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہاں.....! ایسا ہی کروں گی.....'' پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولی۔ ''جمال وعدہ کرو تم میرے پاس کینیڈا ضرور آؤ گے۔''

''زندگی رہی اور میں وہاں جا سکا تو ضرور.....'' میں نے وعدہ کر لیا۔ تبھی ہر پریت کمرے میں داخل ہوئی۔

''واہ..... واہ..... بڑا رومانٹک سین چل رہا ہے بھئی..... کہیں تم دونوں میں وہ تو نہیں.....؟'' اس نے شوخی سے کہا تو دلجیت گہری سانس لے کر بولی۔

''کاش ایسا ہوتا ہر پریت..... میں نے تو کئی بار اسے آفر کی ہے..... مگر..... یہ تو.....'' یہ کہہ کر وہ دل کھول کر ہنس دی تو ہر پریت بھی ہنستے ہوئے بولی۔

''اگر مزید رومانس کا ارادہ نہ ہو تو چلیں۔''

''کہاں؟'' میں نے بے اختیار پوچھا۔

''یار ذرا مارکیٹ تک چلتے ہیں' تھوڑی شاپنگ کریں گے' کچھ کھائیں پئیں گے اور پھر سوچیں گے کیا کرنا ہے؟'' اس نے ایک ہی سانس میں پروگرام بتا دیا۔

''چلو.....!'' میں نے اٹھتے ہوئے کہا تو دلجیت مجھ سے پہلے ہی اٹھ گئی۔''

اس گھر سے نکل کر جب ہم تنگ سی گلی میں آئے تو معلوم ہوا کہ بارش ہو رہی ہے۔ اگرچہ اتنی تیز نہیں تھی لیکن کافی جل تھل ہو چکا تھا۔ گلی کی نکڑ پر جسپال کھڑا تھا' اس کے ساتھ ایک خوبرو نوجوان تھا جس نے سرخ رنگ کی پگڑی پہنی ہوئی تھی۔ ہم ان کے قریب پہنچے تو قریب کھڑی فوروہیل جیپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جسپال نے کہا۔

''ادھر بیٹھو۔''

ہم اس میں بیٹھ گئے تو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی لڑکی نے جیپ بڑھا دی' تبھی جسپال نے تعارف کرایا۔

''یہ سویٹی ہے' اور یہ پریال ہے.....''

''وہ حویلی والے.....'' میں نے پوچھا تو جسپال نے تیزی سے کہا۔

''بالکل بالکل..... تمہیں تو یاد ہے یار' ابھی ہم ان کے گھر جا رہے ہیں۔ یہیں نزدیک ہی ہے وجے کالونی۔''

''او کے.....!'' میں نے کہا اور خاموش ہو گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد ہم ان کے گھر پہنچ گئے۔ نہا دھو کر فریش ہوئے ہمیں نئے کپڑے دیئے گئے۔ دلجیت نے شلوار قمیص پہنی تھی۔ سبھی ڈرائنگ روم میں کھانے کی میز پر آ گئے۔ تبھی کھانا کھاتے ہوئے پریال سنگھ نے کہا۔

''بائی جی! یہ جس وکی سنگھ کی آپ بات کر رہے ہیں نا..... دو سال پہلے کچھ بھی نہیں تھا۔ یہی چھوٹی موٹی چوری، غنڈہ گردی اور منشیات فروخت کرتا تھا' اب مجھے سمجھ میں آئی ہے کہ ایک دم سے اتنا مضبوط کیسے ہو گیا۔ خیر! میں نے لڑکوں کو اس کی تلاش پر لگا دیا ہے۔ وہ بڑی خامشی سے اسے تلاش کر لیں گے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اپنے لڑکوں سے یہ کہہ دو کہ اسے تلاش کر کے اس کا ٹھکانہ ضرور معلوم کر لیں۔ اسے نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دیں.....'' جسپال نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں بائی جی' ایسا ہی ہوگا.....'' اس نے کہا تو وہ مطمئن ہو گیا۔

وہ سہ پہر اور شام کے درمیان کا وقت تھا۔ میں' جسپال' ہرپریت اور دلجیت ڈرائنگ روم میں ٹی وی کے سامنے بیٹھے تھے۔ مدن لعل کے بارے میں مقامی ٹی وی تفصیلات بتا چکا تھا' اس کی آخری رسومات ادا ہو گئی تھیں۔ اس قتل کے ذمے داروں کے بارے میں یہ اطلاع تھی کہ انہیں چوبیس گھنٹوں میں گرفتار کر لیا جائے گا۔ میرے خیال میں قاتلوں کو پکڑنے کے لیے ایسی سرگرمی ہونی چاہیے تھی' کیونکہ اس معاملے میں سیاسی دباؤ لازمی تھا۔ شہر میں ہائی الرٹ تھا لیکن ان سبھی اداروں کی ایک خامی ایسی ہے جو مجرموں تک پہنچنے میں کامیابی کے لیے بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ انہیں جب تک کہیں سے کوئی نشاندہی نہ ملے، وہ مجرم تک نہیں پہنچ سکتے۔ اسی لیے کیا جاتا ہے نا کہ جو پکڑا جائے وہی مجرم ورنہ باقی سبھی معصوم ہوتے ہیں۔ اکثریت سے زیادہ جرائم انہی سیاسی قد آور شخصیات کی چھتر چھاؤں کے نیچے ہوتے ہیں۔ پولیس اور خفیہ اداری چاہے جتنے آزاد دکھائی دیں' لیکن وہ لوگ بھی انہی کے پاؤں کی زنجیروں میں بندھے ہوتے ہیں۔ کیونکہ زیادہ تر جرائم انہی کے زیر سایہ پھلتے پھولتے ہیں اور یہی طاقتور لوگ اس کے ذمے دار ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات پولیس تو اس حد تک بے بس دکھائی دیتی ہے کہ وہ کسی طاقتور بندے کا آدمی پکڑ بھی لے تو ایف آئی آر درج نہیں کرتے۔ اور کئی بار پھندا بے گناہوں کے گلے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ میں ٹی وی دیکھتے ہوئے یہی سوچ رہا تھا کہ پریال سنگھ آ گیا۔ اس کے چہرے کی سرخی بتا رہی تھی کہ وکی سنگھ کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے۔

''اس وقت وہ شیخاں والے بازار میں موجود ہے' وہاں ایک دو منزلہ عمارت ہے' اس کے ایک کمرے میں اپنے چند لوگوں کے ساتھ موجود ہے۔''

''کتنا وقت لگے گا وہاں تک جانے کے لیے.....؟'' میں نے پوچھا۔

''یہی کوئی آدھا گھنٹہ' ممکن ہے کچھ زیادہ لگے' کیونکہ وہ اندرون شہر ہے۔'' پریال سنگھ نے جواب دیا۔

''تو پھر نکلو!'' میں نے اٹھتے ہوئے کہا پھر پریال سنگھ سے پوچھا۔ ''انفارمیشن والا بندہ تو قابل اعتماد ہے نا؟''

''سو فیصد' وہ وہیں بیٹھا ہے اور ان کی نگرانی کر رہا ہے۔'' اس نے جواب دیا۔

''چلو.....!'' میں نے باہر نکلتے ہوئے کہا تو وہ سب چل دیئے۔

شیخاں والا بازار پرانا تھا۔ تنگ سے راستے کے اندر جیپ نہیں جا سکتی تھی۔ میں نے صورت حال کا اندازہ لگا کر جسپال کو وہیں رہنے کو کہا' سویٹی اس کے ساتھ رہنے دی جو ہرپریت کے ساتھ تھی۔ میں' پریال اور دلجیت اس بازار میں داخل ہو گئے۔ چند قدم چلنے کے بعد میں نے پریال سے کہا۔

''یار اپنے اس بندے سے پوچھ' وکی سنگھ کس گاڑی میں یہاں تک آیا ہے' اور اس کی گاڑی کس طرف کھڑی ہے۔ ظاہر ہے یہاں اس کی گاڑی تو نہیں آ سکتی.....'' میں نے کھلے ہوئے بازار کی صورتحال دیکھ کر کہا۔

میرے کہنے پر اس نے رابطہ کیا اور چند منٹ بعد بتایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سفید رنگ کی کرولا ہے اس کے پاس اور وہ بازار کے اس سرے پر کھڑی ہے۔'' اس نے مخالف سمت میں اشارہ کیا۔

''تو پھر جسپال سے کہو ادھر آ جائے۔ کیا اسے راستہ معلوم ہوگا؟'' میں نے کہتے ہوئے پوچھا۔

''باؤ جی' سویٹی جو ہے.....'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بازار کے درمیان میں دائیں ہاتھ پر دو منزلہ پرانی سی عمارت کے نیچے دکانیں تھیں۔ انہی کے درمیان سے تنگ سی سیڑھیاں اوپر چڑھ رہی تھیں۔ میں کن اکھیوں سے جائزہ لے رہا تھا کہ دلجیت نے میرے بازو کو پکڑتے ہوئے ہولے سے کہا۔

''ہم نے اسے مارنا تو ہے نہیں' زندہ پکڑنا ہے' یہاں مشکل ہو جائے گا' کیوں نا ہم باہر اس کا انتظار کریں اور وہیں اسے قابو کر لیں' میرے خیال میں وہ زیادہ آسان ہوگا۔''

''تم ٹھیک کہتی ہو۔'' یہ کہہ کر میں نے پریال سنگھ سے پوچھا۔ ''تم نے اسے دیکھا ہوا ہے نا؟''

''جی' لیکن تقریباً دو سال پہلے..... پہچان تو لوں گا۔'' اس نے تیزی سے جواب دیا تو ہم آگے بڑھتے چلے گئے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ پریال کا انفارمیشن دینے والا بندہ کہاں تھا۔ بازار کے دوسرے سرے پر جب ہم پہنچے تو میں نے ایک سفید کرولا کھڑی دیکھی' اس کے آس پاس کوئی بھی نہیں تھا۔ چند گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ہمیں وہاں کھڑے تقریباً پانچ منٹ ہوئے تھے کہ جسپال لوگ بھی آ گئے۔ میں نے نئی صورتحال کے بارے میں بتا کر اگلا پلان بتایا۔ ہم وہاں یوں پھر رہے تھے جیسے تفریح کے موڈ میں آئے ہوئے ہوں۔ سویٹی' دلجیت اور ہرپریت ایک کپڑے والی دکان میں گھس گئیں لیکن ان کی تمام تر توجہ ہماری طرف تھی۔ ہم تقریباً آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت گزار چکے تو پریال سنگھ کو وکی سنگھ کے نکلنے کی اطلاع ملی تو میرے اندر سنسنی پھیل گئی۔ چند منٹ کے بعد میں نے دیکھا۔ ایک نوجوان سکھ' جس نے سفید پتلون اور شرٹ کے ساتھ کالی پگڑی پہن رکھی تھی۔ اس کے ساتھ دو گارڈ تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے آ رہے تھے۔ اس وقت تک جسپال' پریال' سویٹی اور ہرپریت جیپ میں بیٹھ چکے تھے۔ میں اور دلجیت آگے بڑھے۔ ایک سکھ نوجوان بھاگتا ہوا آیا اور اس نے سفید کرولا کا دروازہ کھول دیا۔ وکی سنگھ پچھلی نشست پر بیٹھا' بس یہی ایک لمحہ میرے کام کا تھا' میں نے یکے بعد دیگرے دو فائر کیے' سائیلنسر لگے پسٹل سے ٹھک ٹھک ہوئی اور ڈرائیور کے ساتھ ایک گارڈ گر گیا۔ اس وقت تک دلجیت نے بھی فائر کر دیا تھا' دوسرا گارڈ کار میں بیٹھ ہی نہیں سکا۔ وہ ہم سے چند قدم کے فاصلے پر تھے۔ دلجیت نے بھاگ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی' اس وقت تک وکی سنگھ باہر نکلنا چاہ رہا تھا' میں نے پسٹل اس کی پسلی سے لگاتے ہوئے کہا۔

''بس وکی..... خاموشی سے بیٹھے رہو۔'' یہ کہتے ہوئے میں نے اس کی طرف دیکھا اور پسٹل کا دستہ اس کی کنپٹی پر مارا وہ ایک دم سے ساکت ہو گیا۔ میں نے دروازہ لگایا تو دلجیت نے کار بڑھا دی۔ جیپ نکل چکی تھی اور ہم اس کے تعاقب میں تھے۔ تقریباً دو منٹ کے اس ایکشن میں کسی کی سمجھ میں نہیں آیا ہوگا کہ ہوا کیا ہے۔ مگر اب تک شور ہو چکا ہوگا۔ بھرے بازار میں تین لاشیں پڑی تھیں۔ ہم انتہائی تیز رفتاری سے چلتے چلے جا رہے تھے۔ اندھیرا پھیل جانے پر شہر کی روشنیاں جگمگا اٹھی تھیں۔ مجھے بالکل بھی معلوم نہیں تھا کہ ہم کدھر جا رہے ہیں۔ وہ گلیوں کے درمیان سنسان سی سڑک تھی جہاں جیپ رک گئی۔ چند قدم کے فاصلے پر ایک پراڈو کھڑی تھی' پریال تیزی سے میری طرف آیا اور بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہ گاڑی چھوڑ دیں اور وہ لے لیں۔''

چند منٹ میں وکی سنگھ کو جسپال اور پریال نے اس پراڈو میں ڈالا' تب تک میں نے ڈیش بورڈ میں موجود سب چیزیں نکال لیں۔ پھر ادھر ادھر دیکھا' ایک چھوٹا سا بیگ پڑا تھا' میں نے وہ بھی اٹھالیا۔ میں نے پراڈو میں جا کر وکی سنگھ کا سیل فون نکالا اور اسے بند کر کے پریال کو دے دیا کہ کار میں پھینک دے۔ پریال اور سویٹی واپس چلے گئے' جبکہ ہم تیزی سے آگے بڑھ گئے۔ اب یہ جسپال جانتا تھا کہ اسے کہاں جانا ہے۔

وہ جالندھر اور امرتسر روڈ پر ایک گاؤں تھا۔ جس میں ایک حویلی نما مکان کھیتوں ہی میں بنا ہوا تھا۔ وہاں ہرپریت کا رابطہ تھا۔ اچھا خاصا اندھیرا تھا جب ہم پہنچے۔ اس بڑے سارے گھر کے باہر جس بندے نے ہمارا استقبال کیا وہ لمبے قد کا تنومند آدمی تھا۔ اس نے سفید کرتا پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ کاندھے پر نسواری رنگ کی چادر اور اسی رنگ کی پگڑی پہنی ہوئی تھی۔ خشخشی داڑھی والا وہ بندہ پہلی نگاہ میں مجھے اچھا لگا تھا۔ اس نے ہم سب کو دیکھ کر ہاتھ جوڑے اور فتح بلائی۔

''ست تری اکال سب نوں..... تے جے آئیاں نوں..... آؤ.....''

''وہ بندہ، سردار جی.....'' ہرپریت نے گاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ بولا۔

''اُو تم لوگ آؤ' اسے سنبھال لیتے ہیں.....'' اس نے کہا اور اندر کی جانب چل دیا۔ ہم صحن میں جا بیٹھے تو میں نے دیکھا' تین چار بندے پراڈو کے پاس آئے اور اسے وہاں سے لے گئے' میں خاموش رہا۔

''پتر..... میں سردار جیون سنگھ ٹھورا ہوں۔ جالندھر کالج میں استاد تھا' پڑھاتا تھا وہاں اور یہ ہرپریت میری شاگرد ہے۔ اب ریٹائرڈ ہو گیا ہوں، مجھے خوشی ہوئی کہ ہرپریت نے میری مدد چاہی۔'' اس نے اپنا تعارف کروا کر ہم سب کی طرف دیکھا تو ہرپریت نے ہمارا مختصراً تعارف کرا دیا۔ تبھی اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہارے یہاں ہونے کا مطلب ہے کہ تم لوگ کوئی بڑا کام کر رہے ہو' ہو گیا یا ابھی باقی ہے؟''

''مدن لعل سر جی.....'' ہرپریت نے گلے پر انگلی پھیر کر کہا تو وہ چونک گیا، پھر خوشی سے اٹھا اور مجھے گلے لگا لیا۔ وہ بہت خوش دکھائی دے رہا تھا۔ جیسے کوئی خزانہ مل گیا ہو۔ تبھی میں نے کہا۔

''یہ دلجیت..... اس نے..... میں تو اس کے ساتھ شامل تھا۔''

''بڑی بات ہے پتر..... بڑے بڑے سوہنے نوجوانوں کو انہوں نے روگی کر کے رکھ دیا ہے۔ وہ مدن لعل سکھ قوم میں زہریلا خنجر گھونپ رہا تھا۔ میں نے بہت کوشش کی تھی کہ اس کا سدباب ہو جائے مگر میرا بس نہ چلا اور میں..... واہ بیٹی واہ..... کمال کر دیا تو نے.....''

اتنے میں ایک ادھیڑ عمر خاتون اور ایک نوجوان لڑکی اندر سے ٹرے اٹھائے آئے۔ وہ جیون سنگھ کی بیوی اور بیٹی تھی۔ وہ کھانا لگانے کا کہہ کر چلی گئیں اور ہم لسی پینے لگے۔

پرتکلف کھانے سے فراغت کے بعد ہم ڈیرے پر چلے گئے۔ وہ ان کے گھر سے کچھ کھیت چھوڑ کر تھا۔ چار دیواری کے اندر ایک قطار میں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پختہ کمرے بنے ہوئے تھے۔ وہاں چند لڑکے تھے جن کے ہاتھ میں اسلحہ دکھائی دے رہا تھا۔ ان میں سے ایک نے کونے والے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ ہم پانچوں اس کمرے میں چلے گئے۔ وکی سنگھ فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے۔ اس کے چہرے پر شدید غصہ' حیرت اور خوف کی ملی جلی کیفیت تھی۔ دلجیت آگے بڑھی اور اس کی پسلی میں ٹھوکر مارتے ہوئے بولی۔

''آخر تم ایک چوہے کی مانند میرے قبضے میں گئے ہونا وکی سنگھ۔''

اس کی آواز پر وہ چونک گیا۔ وہ دلجیت کی طرف یوں دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔ اس نے حیرت سے پوچھا۔

''تم وہی..... فون.....''

''ہاں.....! کہا تھا نا' میں تم تک پہنچوں گی..... مدن لعل تو گیا..... اس کی کیمیکل فیکٹری بھی اُڑ گئی۔ اب تو بے روزگار ہو گیا ہے۔ سوچا تجھے کسی کام پر لگا دوں.....'' یہ کہتے ہوئے اس نے وکی سنگھ کی پگڑی اتاری اور اس کے بال پکڑ لیے۔ ''تُو سکھ قوم کے ماتھے پر کلنک ہے بے غیرت..... تو وہ ناسور ہے جو سکھ قوم کے بدن میں زہر گھول رہا ہے۔''

''مجھے معاف کر دو..... آئندہ کبھی ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گا۔'' اس نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

''چل معاف کر دیتے ہیں۔ لیکن تمہیں سوچ بولنا ہوگا..... بولے گا؟'' دلجیت نے اس کے بالوں کو جھٹکا دیا۔

''پوچھو۔!'' اس نے ہولے سے کہا تو دلجیت نے پوچھا۔

''تیرا یہاں کا نیٹ ورک تو تباہ ہو گیا ہے۔ بھارت سے باہر کہاں کہاں ہے۔ بول.....''

''میں صرف پاکستان میں نیٹ ورک کو دیکھتا ہوں۔''

''کیسے.....؟'' اس نے پوچھا۔

''یہاں سے کافی مال جاتا ہے' اور ادھر سے بھی آتا ہے۔ اسی تجارت میں جو مال آتا جاتا ہے' اسی میں سب ہو رہا ہے۔'' اس نے جواب دیا۔

''کون ہے وہاں پر؟'' دلجیت نے پوچھا۔

''مقصود راجہ..... میری طرف سے اس سے ڈیل ہے۔'' اس نے کہا ہی تھا کہ جیون سنگھ نے گرج دار آواز میں کہا۔

''بکواس کرتا ہے' غلط بات کر رہا ہے' اسے لٹکاؤ الٹا۔ بے غیرت غلط ٹریک پر ڈال رہا ہے۔''

اس پر وکی سنگھ نے چونک کر جیون سنگھ کی طرف دیکھا' پھر جیسے پہچاننے کی کوشش کرنے لگا۔

''دیکھو وکی' تم وعدے کے مطابق غلط بیانی کر چکے ہو۔ اب تمہارے لیے معافی نہیں ہے۔'' دلجیت نے کہا تو وہ تیزی سے بولا۔

''میں نے اگر سچ کہہ بھی دیا تو کون سا مجھے چھوڑنے والے ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ مجھے مار دو گے۔ پھر کیوں سب کچھ بتاؤں۔ مار دو مجھے۔'' اس نے کہا تو میرا ایک بار دماغ پھر گیا' مگر میں نے خود پر قابو رکھا' اور بڑے تحمل سے کہا۔

''آپ سب دوسرے کمرے میں بیٹھیں' میں دیکھتا ہوں یہ کیسے نہیں بکتا' اسے شاید یہ نہیں معلوم کہ تشدد کہتے کسے ہیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ کہہ کر میں آگے بڑھا اور اس کے ہاتھ پاؤں کھولنے لگا۔ جیسے ہی وہ آزاد ہوا تو میں نے پکڑ کر اسے کھڑا کر دیا۔ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

''تمہارے دل میں حسرت نہ رہے وکی کہ تمہیں بے بس کر کے مارا گیا۔ اگر تم مجھے بے بس کر دو تو یہ ضمانت ہے کہ تم آزاد کر دیئے جاؤ گے..... ورنہ..... پھر مجھے تشدد کرنے کا پورا حق ہوگا.....'' یہ کہہ کر میں نے بانہیں پھیلا دیں اور اسے وار کرنے کی دعوت دی۔ وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا پھر بولا۔

''نہیں، میں وار نہیں کروں گا' مجھے نہیں لڑنا۔''

''پر میں نے تو لڑنا ہے۔'' یہ کہتے ہوئے میں نے پوری قوت سے مکا اس کے منہ پر مارا۔ وہ لڑکھڑا گیا۔ میں نے ٹانگ اوپر لے جا کر ایڑی اس کے سینے پر ماری' وہ اوخ کی آواز کے ساتھ دھرا ہو گیا۔ میں نے دونوں ہاتھ جوڑے اور اس کی گردن پر مارے' وہ زمین پر چت ہو گیا۔ اس سے اٹھا ہی نہیں گیا۔ میں نے ٹھوکر اس کے سر پر ماری' تو وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔ کچھ دیر بعد اسے ہوش میں لایا گیا تو وہ میری طرف خوف زدہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ تب میں بولا۔ ''تو کیا سمجھتا ہے' تجھے ایویں ہی موت مل جائے گی' جب تک تو نہیں بولے گا..... تب تک یوں.....''

''یہ دیکھیں پروفیسر صاحب.....'' باہر سے ایک سکھ نوجوان اندر آتے ہوئے بولا' اس کے ہاتھ میں وہی چھوٹا سا بیگ تھا' جو میں نے اس کی کار سے نکالا تھا۔ ''یہ کاغذ تو تجارت سے ہی متعلق ہیں' لیکن اس سے پتہ چل گیا ہے کہ ادھر کس سے لین دین ہے۔''

پروفیسر نے وہ کاغذ پکڑے' پھر گہری نگاہوں سے ان کا جائزہ لیا' کچھ دیر بعد وہ بولا۔

''یہ ٹھیک ہیں۔ یہ شیخ انور میں نے پہلے بھی مشکوک بندوں میں سنا ہوا ہے' یہ دیکھو یہ ایڈریس ہے' ذہن نشین کر لو۔''

میں نے وہ کاغذات پڑھے' وہ ایڈریس گلبرگ تھری ہی کا تھا۔ میں نے سب دیکھے اور پھر انہیں واپس کر دیا تو پروفیسر نے کہا۔

''اس بے غیرت نے کالج میں میرے ساتھ بہت بدتمیزی کی تھی' میں نے اسے ایسی غلط حرکتوں سے روکا تھا۔''

''پروفیسر۔! اب اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ ہمارے کام کا نہیں' مار دیں اسے' لیکن یہ پسٹل.....'' میں نے انہیں پسٹل دیتے ہوئے کہا۔

''او نہیں پتر.....! یہ میرے شیر جوان اسے اور گاڑی دونوں کو جلا دیں گے۔ سب ثبوت ختم' آؤ اب آرام کرو۔'' پروفیسر نے کہا تو وکی سنگھ چیخ پڑا۔

''رب کے لیے معاف کر دیں، میں کچھ نہیں کروں گا.....''

''تو نے سچ نہیں بولا' اب کوئی معافی نہیں۔'' دلجیت نے کہا تو وہ روتے ہوئے بولا۔

''میں ہر بات بتا دوں گا۔''

''ٹھیک ہے' ان شیر جوانوں کو بتا دینا۔'' یہ کہہ کر پروفیسر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا اور ہم بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

اس وقت پو پھٹ رہی تھی' جب گھر کے سامنے ایک وین آ رکی۔ ہم سب صحن ہی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ساری رات باتیں چلتی رہی تھیں۔ دلجیت کو امرتسر پہنچنا تھا' گیارہ بجے کے قریب اس کی فلائٹ تھی۔ پروفیسر صاحب نے خود اسے ایئرپورٹ پہنچانے کا ذمہ لیا۔ رات کے آخری پہر اس

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے سب کو نہانے اور تیار ہو جانے کے لیے کہا۔ وہیں مجھے اور جسپال کو سفید کرتا پاجامہ اور بسنتی پگڑی دی گئی۔ دلجیت اور ہرپریت کو موتیا رنگ کا شلوار قمیص دیا گیا۔ اس کی بیوی اور بیٹی بھی تیار ہو گئے اور یہ قافلہ امرتسر چل پڑا۔ وہاں سے لے کر امرتسر شہر پہنچ جانے تک پتہ چلا کہ ہائی الرٹ ہے۔ کئی ناکے عبور کیے' ہر جگہ پروفیسر جیون سنگھ ٹھوار نے ہی بات کی کہ وہ ہرمندر جا رہے ہیں اپنی فیملی کے ساتھ' اور ہم سیدھے ہرمندر صاحب ہی پہنچے۔

میں اس وسیع و عریض عمارت کو دیکھ رہا تھا' نجانے کیوں میرے ذہن میں حضرت میاں میر بالا پیر کا نام گھوم گیا۔ جنہوں نے ہرمندر صاحب کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ انہوں نے اینٹ کو الٹا کر رکھ دیا۔ مگر وہاں کے ایک 'سیانے' نے اس اینٹ کو اکھاڑ کر سیدھی کر دی۔ گرو نے بہت برا منایا کہ اگر حضرت میاں میرؒ نے الٹی رکھ دی تھی تو کیا ہوا، اب ہرمندر صاحب میں اکھاڑ پچھاڑ ہوتی رہے گی۔ تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہوتا آ رہا ہے۔ میں پرکرما پر کھڑا تھا۔ لاؤڈ اسپیکر میں شبد بیان ہو رہے تھے۔ کیرتن کی صدا گونج رہی تھی۔ وہ سب اپنے دھرم کے مطابق رسومات ادا کر رہے تھے جبکہ مجھے مجبوری میں یہ سب کرنا پڑ رہا تھا۔

اس وقت ہم درشنی ڈیوڑھی سے لنگر خانے کی طرف جا رہے تھے جب دلجیت کور کے پاس ایک نوجوان آیا۔ وہ خوشگوار انداز میں اس سے ملا' وہ کچھ دیر باتیں کرتے رہے' اور پھر وہ باہر چلا گیا۔ دلجیت بڑے آرام سے ہمارے درمیان آ گئی پھر اپنا سیل فون مجھے دیتے ہوئے بولی۔

''جمال۔! یہ لو' میں اس پر تم سے رابطہ کروں گی' اگر میں کینیڈا پہنچ گئی تو..... باہر وہ لوگ مجھے لینے کے لیے آ گئے ہیں جن کے پاس میرے سارے سفری کاغذات ہیں۔ وہ مجھے ایئرپورٹ پہنچا دیں گے۔ میں چپکے سے جدا ہو رہی ہوں تاکہ شک نہ پڑے' یہاں بہت سارے خفیہ والے ہوتے ہیں۔ بعد میں سب کو بتا دینا۔''

''او کے۔! وش یو گڈ لک۔'' میں نے اس کے چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا' اس کی آنکھوں میں بہت کچھ تھا' اس کا چہرہ میری نگاہوں میں محفوظ ہو گیا۔ میں آگے بڑھ گیا اور وہ وہیں سے پلٹ گئی۔ شاید ہمیشہ کے لیے۔ نجانے کیوں میرے دل میں ایک ہوک سی اٹھی تھی۔ اس کی جدائی کو میں نے محسوس کیا تھا' پھر میں نے سر کو جھٹکتے ہوئے سوچا کہ سب کو لنگر خانے میں بتاؤں گا کہ دلجیت چلی گئی ہے۔

☆ ☆ ☆

میری آنکھ فون کی تیز آواز سے کھلی۔ ایک لمحہ تو مجھے سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ فون کس کا بج رہا ہے' پھر مجھے یاد آیا کہ دلجیت نے مجھے فون دیا تھا۔ میں نے فون پک کیا تو دوسری جانب دلجیت تھی۔ اس نے کینیڈا میں پہنچ جانے کا بتایا۔

''چلو شکر ہے' رب کا تم خیریت سے وہاں پہنچ گئی ہو۔''

''سچ پوچھو نا جمال' جب سے میں بھارت گئی تھی' اب جا کر مجھے کمپنی ملی تھی' ورنہ اجنبیوں کے درمیان ہی وقت گزرتا گیا تھا۔'' اس نے اداس لہجے میں کہا۔

''چل کوئی بات نہیں۔ اب تو سکون سے رہ، آرام کر۔'' میں نے کہا۔

''کیا کر رہے ہو تم لوگ.....'' اس نے پھر اسی اداس لہجے میں پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کرنا کیا ہے' سو رہے ہیں اور میرے خیال میں صبح ہونے والی ہے۔'' میں نے آسمان پر دیکھتے ہوئے کہا۔

''کہاں پر ہو؟ سب نے میرے بارے میں پوچھا تھا؟'' وہ بچوں کی طرح بولی' تب میں نے اس کی دلجوئی کے لیے کہا۔

''لنگر خانے میں جا کر میں نے انہیں بتا دیا تھا۔ سبھی ایک دم سے اداس ہو گئے تھے۔ واپس آ کر رات گئے تک تمہیں یاد کرتے رہے' میں' جسپال اور ہرپریت یہاں ٹہوار صاحب کے مکان کی چھت پر سوئے ہیں۔ سونے تک تیری ہی باتیں کرتے رہے۔''

''اُوہ.....!'' وہ جیسے سسک پڑی' پھر چند لمحوں بعد بولی۔ ''اور تم جمال.....!''

''اب تم چلی گئی ہو نا تو احساس ہو رہا ہے' تمہاری آفر مان لیتا تو اچھا تھا۔'' میں نے کہا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ پھر چند لمحے الوداعی باتوں کے بعد فون بند کر دیا۔ میں نے فون سرہانے رکھا' اور سوچنے لگا۔ اس نے وکی سنگھ کے بارے میں نہیں پوچھا تھا کہ اس کا کیا بنا۔ مجھے اس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ ان پانچ دنوں میں وہ میرے' ذہنی طور پر کتنا قریب آ چکی تھی۔ کچھ دیر میں اُسے یاد کرتا رہا۔ پھر اٹھ کر چھت کی منڈھیر پر آ گیا۔ نیلگوں روشنی پھیلنے لگی تھی۔ وہیں کھڑے کھڑے مجھے اپنا گاؤں نورنگر یاد آ گیا۔ میں وہاں ہمیشہ جلدی اٹھنے کا عادی تھا۔ ایسی روشنی میں اماں جائے نماز پر بیٹھی ہوتی تھی اور میں ڈیرے کی طرف نکل جایا کرتا تھا۔ پنجاب چاہے مشرقی ہو یا مغربی' یہ تو سیاسی لکیر ہے' لیکن پنجاب کی اپنی ایک مہک ہے' خاص مٹی کی خاص سوندھی سوندھی مہک' میں کچھ دیر وہاں کھڑا رہا' پھر پلٹ کر چارپائی پر آ کر بیٹھ گیا۔ تبھی جسپال بولا۔

''دلجیت اتنی ہی یاد آ رہی ہے جمال؟''

''اوئے نہیں اوئے' نورنگر یاد آ رہا ہے۔''

''سیدھا کیوں نہیں کہتے اماں یاد آ رہی ہے۔''

''ہاں' وہ بھی۔'' میں نے ہولے سے کہا تو ہرپریت بھی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پھر بولی۔

''ویسے ٹہوار صاحب کہہ رہے تھے کہ ہم چند دن ان کے پاس یہاں رہیں لیکن لگتا ہے' ہمیں آج ہی اوگی جانا پڑے گا۔ جمال اداس جو ہو گیا ہے۔''

''نہیں ہرپریت' میں اداس نہیں ہوا اور پھر ہمیں آج ہی یہاں سے نکلنا ہوگا۔ جسپال جتنے دن باہر رہے گا' اس پر شک بڑھے گا۔'' میں نے کہا تو جسپال تیزی سے بولا۔

''او یار میری جائیداد کے کاغذات ایک دو دن میں ملنے والے ہیں اور میرا جالندھر میں رہنا بہت ضروری ہے۔ ہمیں آج ہی نکلنا ہوگا۔''

''اب ہم پراڈو تو استعمال نہیں کر سکتے۔ کل دیکھا تھا اخبار میں' عام سواری ہی سے جانا پڑے گا۔'' وہ بولی۔

''تو کوئی بات نہیں' یہ تو بہت اچھا ہوا کہ وکی سنگھ کو ٹھکانے نہیں لگانا پڑا۔ یہاں سے مدد مل گئی۔'' جسپال نے کہا تو میں نے فیصلہ کن انداز میں کہہ دیا۔

''چلو ٹھیک ہے ناشتے کے بعد ٹہوار صاحب سے اجازت لے لیں گے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس وقت ہم فریش ہو کر نیچے صحن میں آ گئے تھے۔ ٹہوار صاحب گھر پر نہیں تھے۔ ہم اس وقت کسی پی چکے تھے، جوان کی بیٹی نے ہمیں لا کر دی اور ہمارے ساتھ ہی بیٹھ کر پی تھی۔ تبھی میں نے اس سے پوچھا۔

''یہاں نیٹ کی سہولت ہے نا.....''

''بالکل ہے..... چاہیے آپ کو.....'' وہ خوشگوار انداز میں بولی۔

''اگر مل جائے تو.....'' میں نے کہا تو اٹھ کر اندر چلی گئی۔ پھر کچھ دیر بعد وہ لیپ ٹاپ اٹھا لائی۔ ہرپریت اور وہ باتیں کرنے لگیں۔ جسپال میرے قریب کھسک آیا۔ میں نے اپنا اکاؤنٹ کھولا۔ روہی سے ایک ہی میل تھی۔ انہیں دلجیت کے واپس جانے اور اسکا سیل فون میرے پاس ہونے کی اطلاع تھی۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ میں اس وقت کہاں ہوں۔ میں نے وہ تمام تفصیلات پڑھیں۔ بالکل آخر میں مجھے امرتسر جانے کو کہا گیا تھا' جہاں پہنچ کر میں نے ہرمندر صاحب ہی میں رہنا تھا۔ وہاں مجھے کال کی جانی تھی اور اس بندے کے ساتھ میں نے چلے جانا تھا' یہ سب کچھ پڑھ کر جسپال ایک دم سے اداس ہو گیا۔

''تو اس کا مطلب ہے تو میرے ساتھ اوگی پنڈ نہیں جا سکے گا۔''

''اب تیرے سامنے ہے' دیکھ لو..... خیر' تم جالندھر نکلو' پھر دیکھتے ہیں۔'' میں نے کہا اور پھر میل کا جواب دے کر لیپ ٹاپ واپس دے دیا۔ میں نے وکی سنگھ سے لی معلومات کے بارے میں انہیں آگاہ کر دیا تھا۔

ٹہوار صاحب سے بڑی مشکل سے اجازت لی۔ وہاں سے نکلتے نکلتے ہمیں دوپہر ہو گئی۔ ان کے گاؤں ہی سے ہمیں دو کاریں ڈرائیور سمیت مل گئیں۔ مین سڑک پر جا کر ہم مخالف سمتوں کی طرف چل دیئے۔ جسپال کے ساتھ ہرپریت خاصی اداس دکھائی دے رہی تھی۔ جبکہ میں اس حصار میں نہیں آنا چاہتا تھا۔ بھارت میں آنے کے بعد میں پہلی بار اکیلا نکل رہا تھا۔ میرے پاس اپنی شناخت کی کوئی دستاویز نہیں تھی۔ اگرچہ مجھے بتایا گیا تھا کہ ساری دستاویز تیار ہیں لیکن اس وقت میرے پاس نہیں تھیں۔ میں ڈرائیور کے ساتھ گپ شپ لگاتا رہا۔ پھر جلد ہی میں پچھلی نشست پر میں نے آنکھیں بند کیں اور سوچنے لگا کہ آئندہ میرے ساتھ کیا کچھ ہو سکتا ہے۔

میں اس وقت ہرمندر صاحب میں موجود تھا۔ سفید کرتا اور پاجامہ پہنے' سر پر بسنتی رنگ کی پگڑی سے میں اس وقت سکھ ہی دکھائی دے رہا تھا۔ بس میرے ''کیس'' نہیں تھے۔ جبکہ داڑھی خاصی بڑھی ہوئی تھی۔ صرف امرت دھاری سکھ اپنے کیس رکھتے ہیں۔ باقی اپنے بال کٹوا لیتے ہیں۔ میں پرسکون سا ''پرکرما'' کے کے ساتھ والان میں بیٹھا ہوا تھا۔ آسمان پر ہلکے ہلکے سفید بادل تھے۔ مجھے شدت سے کال کا انتظار تھا۔ اگر کال نہ آئی تو پھر میرے لیے رات گزارنے کا مسئلہ ہونا تھا۔ ہوٹل میں کوئی نہ کوئی دستاویز چاہیے تھی' جبکہ امرتسر میں میرا جاننے والا کوئی نہیں تھا۔ میں اسی ادھیڑ بن میں تھا' اک آسرا تھا کہ جسپال اور ہرپریت کے علاوہ ٹہوار صاحب کا نمبر میرے پاس فون میں محفوظ تھا۔ ایسی کسی افتاد کے لیے میں ان سے مدد لے سکتا تھا۔ کیونکہ ایسی ہی کسی صورت حال کے لیے جسپال نے کہا تھا کہ میں اسے کال ضرور کروں۔ اس وقت شام کے سائے لہرانے لگے اور ہرمندر صاحب کی روشنیاں جگمگا اٹھی تھیں جب سیل فون پر کال آئی۔ وہ شخص ہرمندر صاحب ہی میں موجود تھا۔ اس نے اپنے بارے میں بتایا اور

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

فون بند کر دیا۔ میں اٹھا اور اس طرف چل دیا جہاں اس نے بتایا تھا۔ وہ ایک موٹا سا سکھ تھا' ادھیڑ عمر' خشخشی داڑھی' بڑھا ہوا پیٹ' چیک دار شرٹ' اور سیاہ پتلون' گہرے نیلے رنگ کی پگڑی تھی۔ اس نے یہی نشانی بتائی تھی۔ میں نے اس کے قریب جا کر سیل فون نکالا اور اسے کال کر دی۔ اس نے اپنے فون کو دیکھا اور پھر مجھے' پھر فوراً ہی آگے بڑھ کر بولا۔

''جی' میں ہی ہوں سردار دلجیت سنگھ.....'' اس نے اپنا نام بلاشبہ غلط بتایا تھا تاہم دلجیت کا حوالہ ضرور دے دیا تھا۔ میں نے اس کے لئے ہاتھ جوڑ کر فتح بلائی تو اس نے بھی ہاتھ جوڑ کر فتح بلائی۔ ''ست سری اکال جی آپ کو' آؤ چلیں۔''

ہم دونوں ہرمندر صاحب سے نکلتے چلے گئے۔ شمالی سڑک پر آ کر اس نے ایک سائیکل رکشہ والے کو روکا اور ہم اس میں بیٹھ گئے۔ وہ کافی زیادہ بولتا تھا۔ یونہی بازاروں اور وہاں پر موجود دکانوں کے بارے میں مجھے بتانے لگا۔ تقریباً آٹھ دس منٹ رکشہ چلا تھا کہ وہ اسے روک کر نیچے اتر گیا۔ میں بھی اتر آیا' وہ قریب کی ایک پارکنگ میں بڑھا اور سیاہ رنگ کی ہنڈائی نکال لایا۔ میں اس کے ساتھ بیٹھا تو وہ بڑھتا چلا گیا۔ تبھی وہ پھر شروع ہو گیا۔

''ہم پارکنگ تک پیدل بھی آ سکتے تھے لیکن ہرمندر صاحب میں خفیہ والے بہت ہوتے ہیں۔ آپ وہاں کافی دیر سے تھے' میں نے سوچا ممکن ہے آپ کسی کی نگاہوں میں آ گئے ہوں۔ کیونکہ آپ نے کڑا تو پہنا ہوا ہے لیکن کرپان نہیں ہے۔ میں یہ شے دیکھ سکتا ہوں تو خفیہ والے کیوں نہیں' بس اسی لیے احتیاط کی تھی۔''

''اچھا کیا آپ نے احتیاط کی۔'' میں نے کہا اور سامنے سڑک پر دیکھنے لگا۔ خاصا رش تھا' اور ایسے رش میں اگر کوئی تعاقب بھی کر رہا ہو تو پتہ نہیں چلنا تھا۔ مجھے احساس ہو گیا تھا کہ سردار دلجیت سنگھ اب مجھے گھما پھرا کر ہی منزل تک لے جائے گا۔ وہ یونہی امرتسر کی باتیں کرتا رہا اور میں سنتا رہا۔ اس کا موضوع یہی تھا کہ کس جگہ سے کھانے پینے والی کون سی چیز اچھی ملتی ہے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہم یونہی سڑکوں پر پھرتے رہے۔ میں اس دوران دیکھتا رہا کہ کوئی ہمارا تعاقب تو نہیں کر رہا۔ جب یہ احساس ہو گیا کہ کوئی نہیں ہے تو وہ ایک پوش علاقے کی طرف لے گیا۔ وہ نیو ماڈل ٹاؤن کی آبادی تھی۔ جس کے ایک خوبصورت سے گھر میں وہ مجھے لے گیا۔

ہم ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہی تھے کہ ایک لمبا تڑنگا بوڑھا سکھ آ گیا۔ میں اسے دیکھتے ہی چونک گیا۔ یہ وہی گیانی تھا' جس نے ایک دن دلجیت کور کے گھر میں بھاشن دیا تھا۔ وہ مسکراتا ہوا بڑی گرم جوشی سے مجھے ملا اور پھر ''سردار دلجیت کور'' کی طرف دیکھ کر بولا۔

''آپ اب جائیں۔''

''جی!'' یہ کہتے ہوئے وہ تیزی سے مڑا اور چلتا چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ہم دونوں ایک ہی صوفے پر بیٹھ گئے۔

''میرا نام کرم جیت سنگھ ہے۔ تم مجھے صرف گیانی بھی کہہ سکتے ہو۔ سوری' تمہیں ہرمندر صاحب میں کافی دیر انتظار کرنا پڑا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر تیرے پیچھے کوئی خفیہ والا لگا ہوتا تو معلوم ہو جاتا۔''

''یہاں آ کر خفیہ والوں کا بہت ذکر سنا ہے' اس کی وجہ.....؟'' میں نے یونہی پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''پاکستان کی سرحد ساتھ ہے نا' اور پھر سکھوں کی مرکزی عبادت گاہ بھی یہی ہے اور سکھوں کی مختلف تحریکیں سرگرم ہیں۔ اس لیے یہاں پر کون کس بھیس میں ہے، پہچانا جانا بہت مشکل ہوتا ہے' جیسے تم ایک مسلمان ہو اور سکھ کے بہروپ میں آدھے سے زیادہ دن وہاں رہے ہو۔ بہت احتیاط کرنا پڑتی ہے۔'' گیانی نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں پرسکون انداز میں کہا۔

''ہاں' یہ تو ہونا چاہیے۔'' میں نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے پرسکون رہا' پھر بولا۔

''دلجیت کور تو گئی' جس کی مدد کے لیے تمہیں بلایا گیا تھا۔ اب یہاں رہ کر تم نے جسپال کی مدد کرنی ہے' اس سے پہلے کہ جسپال رویندر سنگھ کو مارے' اسے تم نے مارنا ہے۔''

''وہ تو میں کرلوں گا' لیکن جسپال کی حسرت تو.....''

''نہیں' بعض اوقات جذباتی فیصلوں سے بچا جاتا ہے۔''

''اس کا یہاں آنے کا سارا مقصد ختم ہو کر رہ جائے گا اگر اس نے رویندر سنگھ کو اپنے ہاتھوں سے نہ مارا تو.....'' میں نے انتہائی جذباتی انداز میں کہا تو وہ اسی تحمل سے بولا۔

''دیکھو، خفیہ اور خصوصاً ''را'' کی اس پر گہری نگاہ ہے' انہیں اس کی تین ماہ کی غیر موجودگی ہضم نہیں ہو پا رہی ہے۔ وہ رویندر سنگھ سے ہر طرح کی تصدیق کر چکے ہیں کہ جسپال کو اغوا کیا ہے یا نہیں۔ ممکن ہے وہ جسپال کے اس بیان کو سچ تسلیم کر لیتے لیکن چندی گڑھ میں جو سی کیمروں کی فوٹیج ہے' اس میں یہ نمایاں ہے' صرف ایک الجھن کی وجہ سے یہ بچ رہا ہے۔ اس ساری ویڈیو میں کہیں بھی اس کا پورا چہرہ نہیں آیا۔ اس لیے شک کی گنجائش رہ گئی ہے۔ ورنہ وہ اب تک گرفتار ہو چکا ہوتا۔''

''پھر اس کے یہاں رہنے کا فائدہ تو کوئی نہیں ہے۔'' میں نے تیزی سے کہا۔

''نہیں' شاید تم نہیں جانتے' اس کا ویزہ ختم ہونے والا ہے۔ ایک دو دن میں اسے اپنی جائیداد کی ملکیت والے کاغذات مل جائیں گے۔ اسے واپس کینیڈا جانا پڑے گا۔ پھر وہ دوبارہ آجائے گا تو شہریت کے بارے میں درخواست دے سکے گا۔ یہ کچھ قانونی معاملات ہیں۔ یہاں کے نہیں' کینیڈا کے' خیر۔! یہاں تک اس کے یہاں رہنے کا فائدہ ہے' میں اسے یہاں سیاست میں لانا چاہتا ہوں۔ ہمیں ایسے بندے چاہیے جو پارلیمنٹ میں آواز اٹھا سکیں' بہر حال یہ ایک لمبا پلان ہے۔''

''گیانی جی' میں آپ سے ابھی کہہ دوں۔ جسپال سیاست نہیں کر سکتا۔'' میں نے حتمی انداز میں کہا۔

''میں تمہارے یقین کو قطعاً نہیں جھٹلاؤں گا لیکن یہ اوگی پنڈ کے علاقے سے ہماری قوت تو بنے گا۔'' اس نے بڑے تحمل سے کہا۔

''ٹھیک ہے' جیسا آپ چاہیں۔ میرے لیے حکم؟'' میں نے بات کو ایک دم سمیٹتے ہوئے کہا۔

''فی الحال تو تم آرام کرو' اور یہ سکھ والا بہروپ ابھی ختم نہ کرو۔ اس حیثیت سے تمہاری ایک شناخت ہے' تمہاری دستاویزات بن جائیں گیں، سکھ ہونے کے ناطے تجھے کوئی پوچھے گا نہیں۔ رویندر سنگھ والا معاملہ کیسے حل کرنا ہے' یہ بعد میں سوچ لیں گے۔ کل ہوتی ہے پھر ناشتے کے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بعد ملاقات۔'' اس نے میرے چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا تو میں بولا۔

''ٹھیک ہے۔''

''اس گھر میں صرف تین لوگ ہیں اور وہ ملازم ہیں۔ یہ گھر میری ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ لیکن تم اسے اپنا گھر ہی سمجھنا۔ کسی قسم کے تکلف کی ضرورت نہیں۔ میں اکیلا کالونی میں رہتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ کھڑا ہو گیا۔ میں بھی اٹھ گیا۔ تبھی تینوں ملازم وہاں آ گئے ان میں ایک ادھیڑ عمر سکھ خاتون ایک نوجوان اور دوسرا بوڑھا سکھ تھا وہ مجھے ایک ہی خاندان سے لگتے تھے۔ نوجوان نے مجھے بیڈ روم تک پہنچایا اور الماری میں پڑے ملبوسات دکھائے۔ میں پرسکون ہو گیا۔ اور بیڈ پر لیٹ گیا۔

☆ ☆ ☆

رات کا دوسرا پہر چل رہا تھا جسپال اور ہرپریت کوٹھی کی چھت پر کافی دیر سے خاموش کھڑے اندھیرے کو گھور رہے تھے۔ کافی دور اوگی پنڈ کی روشنیاں ٹمٹما رہی تھیں۔ وہ کب کی چائے پی چکے تھے اور ان کے ہاتھ میں خالی مگ تھے۔ تبھی ہرپریت نے اس خاموشی کو توڑا۔

''جسپال..... تم اچانک ایک دن چپکے سے چلے جاؤ گے نا؟''

'یار بندے کو اس دنیا سے جانا تو ہے چاہے چپکے سے چلے جائے یا پھر شور مچا کر.....'' وہ دھیمے لہجے میں بولا۔

''میں وہ بات نہیں کر رہی جسپال تمہارے کینیڈا جانے کی بات کر رہی ہوں۔ دو بار تم ویزے کی معیاد بڑھا چکے ہو لیکن ابھی تک تمہیں کاغذات نہیں ملے، یہاں کی ملکیت کے.....'' اس نے بھی ہولے سے کہا۔

''مل جائیں گے یار لیکن نہ جانے کیوں اس وقت میرا ذہن جمال کی طرف لگا ہوا ہے۔ وہ امرتسر جیسے شہر میں ہے اور اکیلا ہے کوئی ٹھکانہ ملا بھی ہوگا یا نہیں۔'' وہ تشویش زدہ لہجے میں بولا تھا اور مگ دیوار پر رکھ دیا۔

''تو اس سے رابطہ کر لو پوچھ لو اس سے۔'' ہرپریت نے عام سے لہجے میں کہا تو وہ حیرت سے بولا۔

''منع کیا گیا ہے اس کے پاس دلجیت کا فون ہے نجانے کب کیا ہو جائے اس لیے تو میں پریشان ہوں۔''

''جسپال۔! میں ایک بات کہوں۔'' اس نے اپنا مگ دیوار پر رکھتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''بولو۔!'' اس نے جواب دیا۔

''جمال اپنا خیال رکھ سکتا ہے میں نے اس جیسے مضبوط اعصاب کے بہت کم لوگ دیکھے ہیں۔ یا پھر وہ بے حس ہے۔ اسے آنے والے خطروں کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ تم اس کی فکر نہ کرو اتنا عرصہ اس کے ساتھ رہنے کے باوجود تم اس کے بارے میں نہیں جان سکے اور میں نے اسے کچھ دیر میں پرکھ لیا۔'' وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بڑے تحمل سے بولی۔

''وہ مضبوط اعصاب کا ہے یا نہیں مگر دوستوں کے لیے مخلص اور دشمنوں کے لیے غضب ہے۔ میں تو یہی جانتا ہوں۔'' وہ دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تو ہرپریت نے واضح طور پر موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ایک بات نوٹ کی ہے تم نے۔''

''کون سی.....'' اس نے اشتیاق سے پوچھا۔

''جب سے رن ویر سنگھ پار ہوا ہے' نیا کوئی آفیسر نہیں آیا۔ یہیں کا ایک جونیئر بندہ ہی انچارج ہے۔ اور اس نے ایک فون تک نہیں کیا۔'' اس نے خوشگوار لہجے میں کہا۔

''لیکن یہاں خفیہ والوں کی تعداد کہیں زیادہ ہوگئی ہے۔ انہیں ہماری ایک ایک حرکت کے بارے میں معلوم ہے۔ اگر جمال ہمارے ساتھ یہاں آ جاتا تو اس کے بارے میں خواہ مخواہ تفتیش شروع ہو جاتی تھی۔ اچھا ہوا وہ ہمارے ساتھ نہیں آیا۔ یہ بات مجھے یہاں آتے ہی انوجیت نے بتائی ہے۔''

''یہ تو رب کی مہر ہے ناہم پر..... چلو اچھا ہے۔'' ہرپریت نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''یہی تو مجھے دکھ ہے کہ اب میں رویندر سنگھ کو نہیں مار سکوں گا۔ ایک تو اس کی سیکیورٹی بہت سخت کر دی گئی ہے' دوسرا میری ہر حرکت پر نظر ہے اور میرے جانے کے دن بھی بہت تھوڑے رہ گئے ہیں۔'' وہ حسرت سے بولا تو ہرپریت نے اس کے سینے سے لگ کر ذرا سا بھینچ لیا۔ جسپال کی گرم سانسیں اسے اپنے کاندھے پر محسوس ہو رہی تھیں۔ پھر اس نے اپنی ناک اس کی ناک کے ساتھ رگڑتے ہوئے افسردہ سے انداز میں کہا۔

''بس یہی بات مجھے دکھ دے جاتی ہے کہ تم جا رہے ہو۔''

''دکھی نہیں ہونا پریتو، میں جانے کے فوراً بعد یہاں آ جاؤں گا اور پھر آتے ہی تیرے ساتھ شادی کرنی ہے۔ میں نے یہاں کی شہریت لینی ہے۔ میری غیر حاضری میں تم نے یہاں بہت سارے کام کرنے ہیں۔ ایک بہترین اسکول بنانا ہے' اور ایک جدید سہولتوں والا ہسپتال، بعد میں فیکٹریز' تمہارا یہ کام مکمل نہیں ہوگا' تب تک میں آ جاؤں گا..... ہمارا رابطہ تو رہے گا نا.....'' جسپال نے اس کی پیٹھ تھپکتے ہوئے کہا۔ ان کے درمیان ہو سکتا تھا مزید باتیں چلتیں۔ تبھی جسپال کا سیل فون بج اٹھا۔ انوجیت کی کال تھی۔ اس نے کال پک کی۔

''سمجھ نہیں آ رہی ہے جسپال کہ میں اس خبر پر خوشی کا اظہار کروں کہ تشویش.....'' انوجیت نے عجیب سے الجھے لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا؟'' اس نے پوچھا اور ہرپریت کو خود سے آہستگی سے الگ کر دیا۔

''بلجیت سنگھ مر گیا ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے.....'' وہ دھیمے لہجے میں بولا۔

''اوہ..... کیسے..... کیا ہوا تھا؟'' جسپال نے تیزی سے پوچھا۔

''بہت زیادہ ٹوٹ پھوٹ تو گیا تھا وہ پہلے ہی۔ بہت زیادہ پینے کی وجہ سے اس کا جگر خون بنانا چھوڑ گیا تھا۔ تین دن پہلے ڈاکٹرز نے جواب دے دیا تھا۔ وہ امرتسر والے گھر میں ہی تھا' جہاں اس کا بیٹا ہردیپ سنگھ رہتا تھا۔''

''اوہ۔ چلو دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ یہ جاننا ہوگا کہ بلجیت سنگھ کی آخری رسومات کہاں ادا ہوں گی' یہاں اوگی میں' یا وہاں امرتسر میں۔''

''اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا رہا۔ بہرحال تم محتاط رہنا' یہاں سے اس کے وفادار کوئی غلط سلط حرکت نہ کریں۔'' اس نے سمجھاتے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوئے کہا۔

''نہیں' میں محتاط رہوں گا۔تم اس وقت ہو کہاں؟'' جسپال نے اسے تسلی دیتے ہوئے پوچھا۔

''میں اوگی پنڈ میں ہی ہوں۔ میں کچھ دیر میں آ جاؤں گا۔'' اس نے کہا تو جسپال نے فون بند کر دیا۔ پھر ہرپریت کو تفصیل بتا کر بولا۔'' یہ بڑا شاندار موقع ہے' رویندر سنگھ کو ختم کرنے کا۔''

''لیکن ابھی کچھ دیر پہلے کہہ رہے تھے کہ اس کی سیکیورٹی بہت ہے؟'' اس نے الجھتے ہوئے کہا۔

''ایسے وقت میں ہی وہ محتاط نہیں ہوگا۔ اگر ذرا سا پلان کر لیا جائے تو اس کا معاملہ بھی گول کیا جا سکتا ہے۔'' وہ بڑی حسرت سے بولا تو ان میں خامشی آن ٹھہری۔ تبھی ہرپریت نے اسے دوبارہ اپنے بازوؤں میں لے لیا اور پرسکون لہجے میں بولی۔

''ابھی رسک نہیں لینا' بہت مواقع آئیں گے' فکر نہ کرو..... اب چلو اور جا کر سو جاؤ' صبح جالندھر جانا ہے۔''

''ہاں ایسے ہی.....'' جسپال نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور اسے لے کر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔ انہیں یہ خیال ہی نہیں آیا کہ چائے کے مگ چار دیواری پر پڑے رہ گئے ہیں۔

☆ ☆ ☆

میری آنکھ صبح تڑکے ہی کھل گئی۔ اب سوائے نہانے دھونے کے میرے پاس کوئی کام نہیں تھا۔ میں خوب نہایا اور فریش ہو کر وارڈ روب سے اپنے لیے کپڑوں کو دیکھنے لگا۔ وہاں مختلف سائز کے کپڑے تھے۔ مجھے ڈریس پتلون اور چیک دار شرٹ مل گئی۔ میں نے وہ پہنی اور نیچے ڈرائنگ روم میں آ گیا۔ وہ ادھیڑ عمر خاتون جھاڑ پونچھ میں مصروف تھی۔ مجھے دیکھتے ہی ناشتے کے لیے پوچھا' میرے اقرار میں سر ہلانے پر وہ اندر کی جانب چلی گئی۔

اس وقت میں ناشتے سے فراغت کے بعد چائے پی رہا تھا' جب گیانی کرم جیت سنگھ جی آ گئے۔ وہ بڑے تپاک سے مجھے یوں ملے جیسے پہلی بار مل رہے ہوں' پھر وہیں صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔

''وہ بلجیت سنگھ مر گیا ہے' جسے جسپال نے توڑا پھوڑا تھا۔'' یہ کہہ کر وہ اسی حوالے سے تفصیل بتانے لگے۔ پھر بولے۔'' میرا تو خیال تھا کہ انہی دنوں میں معاملہ صاف ہو جاتا' مگر لگتا ہے' ابھی اس کی زندگی ہے۔''

''ہاں' آخری رسومات کی ادائیگی میں اس کے اردگرد بہت بھیڑ ہوگی۔''

''یہ بھی کنفرم نہیں ہے نا کہ وہ آخری رسومات کہاں ادا کرتا ہے' اوگی میں یا یہیں امرتسر میں' اس لیے کوئی پلان نہیں ابھی۔''

''تو اس کا مطلب ہے' کوئی کام نہیں ہے یہاں پر.....'' میں نے پوچھا۔

''بظاہر تو کوئی کام نہیں ہے۔ بس یہی ہے کہ تم امرتسر کی سیر کر لو یا پھر یہاں آرام کرو۔'' گیانی نے کہا اور میرے چہرے پر دیکھنے لگا۔

''ٹھیک ہے' جیسے آپ کی مرضی۔'' میں نے کہا اور مگ میں بچی چائے ایک ہی سانس میں ختم کر کے مگ سامنے پڑے ہوئے میز پر رکھ دیا۔ تب گیانی جی نے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تمہاری جو دستاویزات ہیں، جو بن گئی ہیں، ان دستاویزات کے مطابق تمہارا نام دلجیت سنگھ ہے۔ یہ تم ذہن نشین کرلو؟''

''جی' بالکل.....! دلجیت سنگھ ولد بہرام سنگھ، قوم رندھاوا جٹ.....'' یہ کہتے ہوئے میں نے اس کی طرف دیکھا۔ تبھی وہ خوش ہوتے ہوئے بولا

''اگر آرام کرنا ہے تو گھر میں رہو، باہر کسی کنے جانا ہے تو بتادو، ماحول ٹھیک ہے۔''

اس کے کہنے پر میں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔

''گیانی جی' یہاں امرتسر میں میرے لیے ایک ہی چیز ہے دیکھنے کی' اور وہ ہے جلیانوالہ باغ' اگر کہیں تو وہ میں دیکھ آؤں۔''

''کیسے جاؤ گے بھلا؟'' انہوں نے دھیمے سے لہجے میں پوچھا۔

''یہی ٹیکسی رکشہ پکڑ کر نکل جاتا ہوں' دوپہر کے بعد تک لوٹ آؤں گا۔'' میں نے عام سے انداز میں کہا۔

''نہیں' تم کچھ دیر انتظار کرو' میں نے اس کا انتظام کیا ہے۔ وہ آجاتی ہے یہاں پر' وہ تجھے دکھالائے گی' تب تک تم انٹرنیٹ استعمال کرو' میں یہ باتیں تم سے فون پر بھی کرسکتا تھا' لیکن تم سے وعدہ کیا تھا اور میں نے ادھر سے گزر کر جانا بھی تھا' خیر۔! اب میں چلتا ہوں' رب راکھا۔'' یہ کہہ کر گیانی اٹھ گیا۔ میں بھی اٹھا اور اس کے ساتھ چلتا ہوا باہر پورچ تک آ گیا۔

وہ چلا گیا تو میں نے باہر پھیلی ہوئی چمکیلی دھوپ کو دیکھا' صاف آسمان رنگین گھر اور دھیمی دھیمی چلتی ہوئی ہوا بہت بھلی لگ رہی تھی۔ شاید میں کمروں میں پڑا پڑا اتھک گیا تھا اور آزاد فضاؤں میں گھومنا چاہتا تھا۔ میں وہیں کاریڈور میں کرسی پر بیٹھ گیا اور گرمیوں کے بعد آنے والے سرد موسم کو محسوس کرنے لگا۔ بارش کے بعد ہوا میں نمی تھی جو بھلی محسوس ہو رہی تھی۔ مجھے وہاں بیٹھے ہوئے کافی وقت گزر گیا۔ یونہی اوٹ پٹانگ سوچیں سوچتا رہا۔ اسی دوران ایک سفید رنگ کی ماروتی کار گیٹ سے اندر آئی۔ پہرداروں نے اسے آنے دیا تھا تو وہ بلاشبہ گیانی ہی سے متعلق تھی۔ وہ کار دھیرے دھیرے چلتی ہوئی پورچ میں آن رکی، جو مجھ سے چند گز کے فاصلے پر تھا' اس کی ڈرائیونگ سیٹ سے ایک خاتون نکلی۔ پہلی نگاہ میں وہ ادھیڑ عمر ہی لگتی تھی' لیکن جیسے ہی وہ میرے قریب آئی تو وہ بھرپور جوان تھی۔ شانوں تک بال جو سادے سے انداز میں باندھے ہوئے تھے' آنکھوں پر عینک' ماتھا چوڑا' تیکھا ناک' پتلے ہونٹ' لمبی گردن' پتلی سی' بھاری سینے والی' لمبے قد کی جوان اور بھرپور لڑکی' سانولے رنگ کی شفاف چہرے والی نے گہرے نیلے رنگ کی جین اور سفید کرتا پہنا ہوا تھا۔ جس' پر ہلکے سبز رنگ کے پھول تھے۔ گلے میں سکارف نما دوپٹہ' پہلی نگاہ میں وہ کسی اخبار کی رپورٹر لگتی تھی یا اس کا تعلق کسی لکھنے لکھانے والے شعبے سے لگتا تھا۔ اس نے آتے ہی بڑے کھنک دار لہجے میں پوچھا۔

''آپ ہی دلجیت سنگھ ہیں نا۔''

''جی' میں ہی ہوں۔ اور آپ.....؟'' میں نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''میں نوین کور ہوں۔ گیانی صاحب نے مجھے بھیجا ہے' آپ کو امرتسر کی سیر کروادوں۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا' میں نے اٹھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ بالکل ٹھنڈی تھی' یا شاید کار میں اے سی چلنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ ٹھنڈے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''آئیں چائے یا جوس پی لیں' پھر چلتے ہیں۔''میں نے اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا تو وہ بولی۔

''مجھے ضرورت نہیں ہے' ویسے بھی باہر بہت کچھ کھایا پیا جا سکتا ہے' اگر آپ.....''

''او کے.....! میں بتا دوں.....''میں نے کہا اور اندر کی طرف چلا گیا۔ تب تک ادھیڑ عمر سکھ آ گیا تھا۔ میں نے اسے بتایا اور ماروتی میں جا بیٹھا۔ جس میں واقعتاً اے سی چل رہا تھا۔

''کہاں چلنا ہے.....''گیٹ سے باہر آتے ہی اس نے پوچھا۔

''آپ کے رحم و کرم پر ہوں، جدھر لے جاؤ۔''میں نے کہا تو اس نے سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ ایسے میں میرا سیل فون بج اٹھا۔ دوسری جانب گیانی صاحب تھے۔ انہوں نے نوین کے بارے میں بتا دیا تھا کہ کافی بھروسے مند لڑکی ہے۔ وہ مجھے مختلف راستوں سے لے جانے لگی۔ تقریباً آدھا گھنٹہ انتہائی خاموشی سے گزر گیا۔ نہ اس نے کوئی بات کی اور نہ میں نے کچھ کہا۔ اس نے کار میں میوزک تک نہیں لگایا تھا۔ آخر تنگ آ کر میں نے کہا۔

''نوین کور جی' بندہ سیر کرنے کے لیے کیوں نکلتا ہے؟''

''یہی خوشگواریت کے لیے تاکہ موڈ فریش ہو جائے۔ ویسے میں سمجھ گئی ہوں کہ آپ نے میری خاموشی کو محسوس کیا ہوگا۔''

''ویسے تم ہو تو عقل مند۔''میں نے واقعتاً خوشگواریت سے کہا۔

''دراصل میں آپ کا موڈ دیکھ رہی تھی' آپ خاموش تھے تو میں بھی ہو گئی۔''یہ کہہ کر اس نے پارکنگ میں گاڑی لگانے کے لیے جگہ دیکھنا شروع کر دی۔ ذرا فاصلے پر میں جلیانوالہ باغ کا بڑا سا بورڈ دیکھ رہا تھا۔ گہرے سبز رنگ والے بورڈ پر پیتل کے حروف سے لکھا ہوا' وہ چار زبانوں میں لکھا ہوا تھا۔ بائیں جانب اردو میں تھا' کار پارک کر کے ہم تنگ سی گلی میں آ گئے، جس میں بمشکل دو افراد ایک ساتھ گزر سکتے تھے۔ باغ کے اندر داخل ہوئے تو خاصا کھلا تھا۔

''اصل میں یہ ساڑھے چھ ایکڑ زمین ہے۔ یہ ہمت سنگھ نامی ایک شخص کی تھی جسے راجہ رنجیت سنگھ نے دان کی تھی۔ وہ فتح گڑھ صاحب کے قریب جیلا نامی جگہ کا تھا۔ کبھی راجہ رنجیت سنگھ بھی وہاں آیا تھا' اس لیے وہ شخص مشہور ہو گیا اور یہ جگہ جلیانوالہ کے نام سے موسوم ہو گئی۔''

''تبھی اُس نے یہاں باغ لگایا تھا؟''میں نے پوچھا۔ اس وقت ہم ایک روش پر آہستہ خرامی سے چلتے چلے جا رہے تھے۔

''نہیں بعد میں یہ ویسے ہی پڑی رہی' اسے شاید جالندھر کے علاقے میں جگہ مل گئی تھی' تب یہ جگہ کوڑا کرکٹ پھینکنے کے کام آتی رہی تھی۔''

اس نے بتایا۔

''مطلب یہ شروع سے باغ نہیں تھی؟''میں نے پوچھا۔

''نہیں۔! یہ بعد میں کہیں جا کر بنی تھی۔ اس کا مالک تو 1829ء میں ہی سورگ باش ہو گیا تھا۔ پھر کسی نے پوچھا تک نہیں اس زمین کو' جب 13 اپریل کو..... یہاں سانحہ پیش آیا تھا' تب کبھی کا لگایا ہوا باغ بھی اجڑ چکا تھا' اس وقت یہ ہری بھری زمین نہیں تھی۔''

''یہاں نہتے لوگوں کو مارا گیا۔''میں نے ادھر ادھر دیکھ کر خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

3 بتایا تھا لیکن انگریز حکومت کے بقول سرجن ڈاکٹر سمتھ نے ایک ہزار پانچ سو چھبیس کی تصدیق کی تھی لیکن بعد میں ثابت ہوا تھا کہ تقریباً دو ہزار کے لگ بھگ لوگ مارے گئے تھے' متعدد جو شدید زخمی تھے' یا کنویں میں پڑے رہے، جو اس طرف ہے۔'' اس نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کنویں کے اردگرد اور اوپر چھت بنادی گئی ہوئی ہے۔ یوں گول دائرے میں برآمدہ بن گیا ہے۔ ہم اس کے قریب چلے گئے۔

''آؤ' میں تجھے وہ نکونا پتھر دکھاؤں' جس کے پاس کھڑے ہو کر جنرل ڈائر نے فائرنگ کا حکم دیا تھا۔'' اس نے کچھ دیر بعد کہا تو ہم وہاں تک چلے گئے۔'' اور وہ دیکھو۔! وہ یہاں کے شہیدوں کی یادگار سرخ پتھر سے بنائی گئی ہے۔''

وہ باغ کے درمیان میں بنائی گئی تھی۔ جسے میں دیکھ رہا تھا' پھر اس کی طرف بڑھ گیا' جبکہ نوین کور بتا رہی تھی۔

1920ء کے اگست میں مدن موہن مالویہ نے ساڑھے پانچ لاکھ کی مالیت سے اس باغ کو بہتر بنانے کی کوشش کی تھی لیکن پھر 1961ء میں ''شعلہ کی یادگار'' بنا کر بھارتی صدر نے باقاعدہ اس کو میموریل کے ذریعے اس حالت میں لانے کی کوشش کا آغاز کیا۔ اب یہاں پر تو بچوں کے لیے کافی دلچسپیاں...... '' وہ نجانے کیا کہتی چلی جا رہی تھی، جس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ ہم اس وقت ان دیواروں کے پاس چلے گئے تھے جہاں گولیوں کے نشان تھے اور کئی جگہوں پر اب بھی خون کے نشان تھے، جو اب سیاہ ہو چکے تھے۔ میرے اندر نجانے کیا ہونے لگا تھا۔ ایک دم سے میرا تصور اس وقت کی طرف چلا گیا۔ جب یہاں نہتے لوگ بیساکھی پر جمع تھے۔ نوین کور کی آواز آنا بند ہو گئی تھی۔ وہ دوپہر سے پہلے کا وقت تھا لیکن مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے غروب آفتاب کا وقت ہو گیا ہو۔ میرے سامنے کی ساری ہریالی ایک دم سے ختم ہو گئی۔ ایک اجاڑ سا میدان میرے سامنے ابھر آیا۔ میں اپنی اس کیفیت پر ششدر تھا کہ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔ اس اجاڑ میدان میں لوگوں کی آواز آ رہی تھی' جیسے بہت بڑا ہجوم ہو اور وہ سب باتیں کر رہے ہوں۔ چند لمحے ایسے ہی گزر گئے۔ پھر اچانک ہی فائرنگ کی آواز آنا شروع ہو گئی۔ لوگوں کی چیخ و پکار اٹھی' یوں لگ رہا تھا جیسے شدید فائرنگ میں لوگ مر رہے ہیں' کراہ رہے ہیں' چیخ رہے ہیں' مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میں 13 اپریل 1919ء کے اس دن میں ہوں' اس ہجوم کا کوئی حصہ ہوں اور میرے اندر میری اپنی حالت خراب ہو رہی ہو۔ ایک خوف تھا جو سر سے پاؤں تک مجھے لرزا رہا تھا۔ میں اپنی حالت کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ پھر ایک دم سے سب کچھ خاموش ہو گیا۔ وہی سارا منظر دوبارہ ابھر آیا۔ نوین باتیں کرتی چلی جا رہی تھی اور میں اپنی حالت پر شدید پریشان تھا۔ یہ کیا ہوا تھا؟ کیا میں واقعتاً اس ماحول میں چلا گیا تھا؟ کیا میرے ساتھ انہونی ہو گئی ہے؟ یا فقط یہ میرا تصور تھا؟ اگر یہ تصور ہی تھا تو اس قدر مضبوط؟ کیا میں اس دور کی ایک جھلک سن اور دیکھ چکا ہوں؟ یہ سب کیا تھا؟

''جمال...... صاحب...... یہ آپ...... کو کیا ہو رہا ہے...... آپ کا رنگ...... چہرہ...... پسینہ......'' نوین کور نے گھبرا کر میری جانب دیکھا۔ وہ میری جانب دیکھ کر حد درجہ پریشان تھی۔

''نوین۔! جتنی جلدی ہو سکے' مجھے یہاں سے لے چلو۔ میں یہاں ایک لمحہ بھی نہیں رہنا چاہتا۔'' میں نے تیزی سے کہا۔ میں اس وقت خود پر قابو نہیں پا رہا تھا۔

مجھے نہیں یاد کہ ہم وہاں سے کیسے نکلے' کب کار تک آئے اور راستے میں کیا کچھ تھا۔ راستے میں نوین کور نے پوچھا بھی تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''آپ اگر کہیں تو میں آپ کو کسی ڈاکٹر کے پاس لے چلوں؟''

''نہیں' بس گھر چلو۔'' میں نے تیزی سے کہا۔ پھر اس نے کچھ نہیں کہا اور گھر آ گئی۔ وہ میرے ساتھ چلتی ہوئی ڈرائنگ روم تک آئی' پھر پانی منگوا کر پلایا' تب تک میں خود پر قابو پا چکا تھا۔ اس وقت پہلا جو خیال میرے ذہن میں آیا وہ یہی تھا کہ میری اس کیفیت بدلنے کی وجہ کیا تھی؟ کیا یہ حقیقت تھی یا محض میرے تصور کی کارفرمائی؟ اگر حقیقت تھی تو یہ کیونکر سامنے آئی؟ اور اگر میرے تصور کی کارفرمائی تھی تو کیا کوئی میری ذہنی صلاحیت انگڑائی لے کر بیدار ہو چکی ہے؟ اور پھر یہ بھی اک سوال تھا کہ کیا یہ میری وجہ ہی سے ہوا؟ میرے اندر سے یا اس کی وجہ کوئی اور ہے؟ یہ خیال آتے ہی میں نے نوین کور کی طرف دیکھا' اس کے چہرے پر معصومیت پھیلی ہوئی تھی۔ وہ انتہائی پریشانی میں میری طرف متوجہ تھی۔ کیا یہ کوئی پراسرار ہستی ہے؟ وہ عینک کے شفاف شیشوں سے میری جانب بڑے غور سے دیکھ رہی تھی اور بلاشبہ میرے چہرے پر ہونق پن ہوگا۔

''مسٹر جمال! آپ ٹھیک ہیں؟'' اس نے مجھ سے پوچھا تو میں اپنے خیالات سے باہر آیا۔

''میں ٹھیک ہوں نوین' بیٹھو۔'' میں نے اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ بیٹھ گئی پھر بولی۔

''میرے خیال میں اگر آپ ایک بار خود کو ڈاکٹر سے.....''

''نہیں' اگر آپ سارے دن کے لیے آئی ہو تو میں اب باہر جانے سے معذرت چاہوں گا۔ میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔''

''آپ جب تک کہیں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اگر آپ باہر نہیں جانا چاہتے' آرام کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ آپ میرا سیل نمبر لے لیں' جب کال کریں گے میں آ جاؤں گی۔''

'اوکے!'' میں نے کہا اور سیل فون نمبر لے کر محفوظ کر لیا، پھر صوفے سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس نے کوئی بات نہیں کی اور چپ چاپ باہر کی طرف چلی گئی۔ جب وہ گیٹ کراس کر گئی تو میں اپنے بیڈ روم کی جانب بڑھ گیا۔ جہاں بیڈ پر لیٹ کر میں اسی عقدے کو حل کرنے کے لیے سوچنے لگا۔ یہ کوئی خواب ناک کیفیت نہیں تھی۔ میں نے اپنے ہوش وحواس میں یہ سب دیکھا تھا۔ آخر یہ تھا کیا؟ شام ہونے کو آ گئی لیکن مجھے اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ تب میں نے اس پر سوچنا ہی چھوڑ دیا۔ وہ رات میں نے ٹی وی دیکھنے اور سونے میں گزار دی۔

اگلے دن گیانی صاحب ذرا دیر سے آئے۔ اس وقت میں ناشتہ وغیرہ کر کے' ایک اردو اخبار دیکھ رہا تھا۔ گیانی صاحب کے ساتھ نوین کور اور ایک نوجوان سکھ لڑکا تھا۔ لمبا تڑنگا' سیاہ پتلون اور ہلکی نیلی شرٹ' سر پر بسنتی پگڑی پہنے ہوئے تھا۔ وہ غور سے میری طرف دیکھ رہا تھا۔

''بکرم جیت سنگھ.....'' گیانی نے صوفے پر بیٹھ کر اس نوجوان کا تعارف کرایا۔ ''ہر خالصہ سے تعلق ہے۔ ابھی چند دن پہلے لدھیانہ سے آیا ہے۔ دونوں گپ شپ لگاؤ گے تو جانکاری ہو جائے گی۔ نوین کور سے تو تم مل ہی چکے ہو' ویسے کل ہوا کیا تھا؟''

''بس اچانک طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ شاید کچھ کھانے پینے کا اثر تھا۔'' میں نے جواب دیا۔

''جب نوین نے کہا تھا کسی ڈاکٹر کو دکھا دیتے؟'' گیانی نے صلاح دی۔

''نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں اب' بس وہ وقتی تھا۔'' میں نے کہا تو وہ بولے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''بلجیت کی آخری رسومات ادھر امرتسر میں ہی ادا کی جائیں گی۔''

''تو کیا یہ اچھی بات نہیں ہے۔'' میں نے چونکتے ہوئے کہا تو وہ انتہائی سنجیدگی سے بولے۔

''ہاں۔! ہے تو اچھی بات' لیکن آج بہت زیادہ رش ہوگا۔ بہرحال اس کا سیکیورٹی پلان بکرم کے پاس ہے' اور یہ نوین تم لوگوں کے ساتھ ہوگی۔ آپ تینوں کا پلان ہے' اور جمال تم ان دونوں کے ہیڈ ہوگے۔ اب جو کرنا ہے تمہی لوگوں نے کرنا ہے۔''

''ٹھیک ہے' ہم دیکھ لیتے ہیں۔'' میں نے کہا اور پہلے بکرم کو دیکھا' جس کے چہرے پر سنجیدگی تھی اور پھر نوین کو دیکھا تو چونک گیا۔ اس کا چہرہ جذبات سے عاری تھا اور وہاں معصومیت پھیلی ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر یوں لگ رہا تھا جیسے ہم کسی فلسفے کی گتھی سلجھا رہے ہوں یا کسی پکوان کے اجزائے ترکیبی پر بات کر رہے ہوں۔ وہ مجھے کافی حد تک پراسرار لگی۔ شاید گیانی نے میری نگاہیں پڑھ لی تھیں۔

''جمال۔! نوین کو کر کو دیکھ کر مایوس مت ہونا۔ اس کا چہرہ سمندر کا سکوت ہے۔ یہ اپنے حلقے میں ''ریشمی تلوار'' کے نام سے جانی جاتی ہے۔'' گیانی نے کہا تو نوین کے پتلے ہونٹوں پر ذرا سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور پھر غائب ہوگئی۔

''ریشمی تلوار۔!'' میں نے اس کا نام زیرلب دہرایا تو اچھا لگا۔ تبھی وہ بولی۔

''گیانی جی۔! جمال میں فقط ایک خرابی ہے' یہ یہاں کا پنجابی لہجہ نہیں اپنا سکا' یہ کمی اسے دور کرنی چاہیے۔ اگر اسے یہاں رہنا ہے تو.....''

''تم ٹھیک کہتی ہو نوین خیر' آج سے تم تینوں ادھر ہی یا پھر اکٹھے ہی وقت گزارو گے۔ میری آپ تینوں سے ملاقات اب اس آپریشن کے بعد ہی ہوگی۔ چاہو تو رہنے کا بندوبست کہیں اور کر دوں۔''

''یہاں سے اگر ہم ایک بار نکل گئے تو پھر دوبارہ ہم شاید ہی واپس یہاں آئیں گے۔'' بکرم نے گیانی کی بات سمجھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے' اگر کوئی بہت پریشانی ہو تو مجھے کال کر سکتے ہو' یا پھر نوین کو معلوم ہے کہ رابطہ کس سے کرنا ہے۔ اب مجھے اجازت دو، یہاں سے ہر شے آپ لوگوں کو مل جائے گی۔'' یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ گیا۔ پھر ہاتھ جوڑ کر فتح بلاتے ہوئے' واہ گرو واہ گرو کرتا ہوا باہر چلا گیا۔ تبھی ہم تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور مسکرا دیئے۔

☆ ☆ ☆

جالندھر کی فضاؤں میں اچھی خاصی نمی تھی۔ بارش خوب برسی تھی' لیکن صبح بہت روشن تھی۔ نیلے آسمان پر سفید بادل تھے جو کبھی کبھی سورج کے سامنے آ کر دھوپ کو روک لیتے تھے۔ دوپہر ہونے کو تھی جب جسپال سنگھ اور ہرپریت کور ریونیو آفس میں پہنچے۔ وہاں کیشو مہرہ کے ساتھ دو اور لوگ تھے۔ وہ سبھی بڑے آفیسر کے پاس گئے۔ وہ ان سے بڑے تپاک سے ملا۔ کچھ دیر گپ شپ کے بعد اس نے دراز سے فائل نکالی اور جسپال سنگھ کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا۔

''یہ لیں جی۔! آپ کو اپنی جائیداد مبارک' وقت اس لیے لگا کہ آپ کی شناخت اور کچھ قانونی معاملات درپیش تھے۔''

''بہت شکریہ۔'' جسپال سنگھ نے فائل پکڑتے ہوئے کہا اور وہ کیشو مہرہ کی جانب بڑھا دی۔ اس نے کچھ دیر ان کاغذات کی جانچ پڑتال

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کی' تب بھی اٹھ گئے۔ دفتر سے باہر آ کر مہرہ نے کہا۔

''لیں جی جسپال' اب آپ قانونی طور پر اپنی جائیداد کے مالک ہیں۔ ہم شام کے بعد آئیں گے اوگی پنڈ اور پھر آپ سے وہیں ٹریٹ لیں گے' کیوں مس ہرپریت۔''

''جی کیوں نہیں' ہم آپ کا انتظار کریں گے۔'' ہرپریت نے خوشدلی سے کہا تو وہ تیزی سے بولا۔

''لیکن میں آنے سے پہلے فون کروں گا۔ ممکن ہے کوئی کام پڑ جائے۔'' اس نے یہ بات کہہ کر معنی خیز انداز میں ان کی طرف دیکھا' پھر مسکراتے ہوئے ان سے جدا ہو گیا۔ تبھی وہ بھی اپنی گاڑی میں بیٹھ کر آفس سے نکلے تو ہرپریت نے کہا۔

''اب سیدھے اوگی چلو' راستے میں کہیں رکنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''مگر میں تمہارے لیے کچھ شاپنگ کرنا چاہتا ہوں۔'' جسپال نے تیزی سے کہا۔

''مجھے بھی شاپنگ کرنا ہے' لیکن اس کے لیے کل یا پرسوں آئیں گے' اب چلو۔'' ہرپریت نے انتہائی سنجیدگی سے کہا تو جسپال نے گاڑی کا رخ نکودر روڈ کی جانب کر لیا۔

جس وقت وہ کوٹھی کی طرف مڑنے والی سڑک پر آئے تو جسپال یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے گھر کے سامنے بہت سارے مشتعل لوگ جمع تھے اور مسلسل ان کے گھر پر پتھراؤ کر رہے تھے۔ اندر سے کسی بھی قسم کی مزاحمت نہیں تھی۔ انہیں دیکھتے ہی ہرپریت کے منہ سے نکلا۔

''اوہ! ربا، یہ کیا؟''

''جلدی سے پولیس کو فون کرو۔'' جسپال نے کافی فاصلے پر گاڑی روکتے ہوئے کہا۔ پھر تیزی سے انوجیت کے نمبر ملائے' اس نے فوراً ہی فون پک کر لیا۔ ''یہ باہر ہنگامہ، کیسے ہو تم؟ اور کہاں ہو؟''

''لگتا ہے تم آ گئے ہو۔ میں گھر کے اندر ہی ہوں' بنتا سنگھ کافی زخمی ہے' اس کی مرہم پٹی کر رہا ہوں۔''

''اوہ۔! پولیس کو فون کیا؟''

''ہاں۔! میرے لوگ بھی آنے والے ہوں گے..... تم دور رہنا' پتہ نہیں وہ.....'' اس نے کہنا چاہا تو جسپال نے تیزی سے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''میں ان کے سامنے ہوں۔ وہ لوگ ہمارے گھر پر حملہ کر رہے ہیں اور میں تماشائی بن جاؤں، میں دیکھتا ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ تب تک ہرپریت پولیس کو اطلاع کر چکی تھی۔ اس نے تیزی سے اتر کر پچھلی سیٹ کو اٹھایا اور گن اٹھائی' ہرپریت نے ڈیش بورڈ میں پڑا پسٹل اٹھایا اور دونوں گاڑی سے باہر آ گئے۔ اس دوران ہجوم میں سے کچھ لوگوں نے انہیں دیکھ لیا تھا' اس کے ساتھ ہی شور مچ گیا۔ وہ نعرے لگاتے ہوئے ان کی طرف دوڑے تو جسپال نے ہوائی فائر کر دیئے۔ مجمع ایک دم سے ٹھٹک کر رک گیا۔ جسپال نے اندازہ لگا لیا تھا کہ ان میں متحرک لوگ کون سے ہیں۔ ایسے ہی مشتعل ہجوم میں چند لوگ ہی ہوتے ہیں جو اس پورے ہجوم کا ''موڈ'' بناتے ہیں۔ وہی سب سے زیادہ شور مچاتے ہوئے ہجوم کو کچھ بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرنے کی طرف راغب کرتے ہیں۔ کیونکہ جیسے ہی ہوائی فائرنگ سے ہجوم ٹھٹک کر رک گیا اس کے ساتھ ہی چند لوگ ''آگے بڑھو مارو.....'' کے نعرے لگانے لگے۔

''ہرپریت۔! تم دیکھ رہی ہو یہ کون لوگ ہیں جو بڑھاوا دے رہے ہیں؟''

''ہاں۔'' اس نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔

''انہی کو نشانہ بنانا ہے لیکن سنبھل کر..... جب ضرورت ہو.....'' جسپال سنگھ نے تیزی سے کہا۔ اور ان کی طرف دیکھنے لگا۔ ہجوم رک گیا تھا تبھی ایک شخص نے پسٹل نکال لیا اور اس نے بھی ہوائی فائر کر دیا۔ یہ ایک طرح کی دھمکی تھی کہ اگر تم نے ہم پر گولی چلائی تو اسلحہ ہمارے پاس بھی ہے اس کے ساتھ ہی ہجوم میں سے کسی اور نے فائر کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی کسی نے چیخ کر کہا۔

''آگے بڑھو..... مارو..... بلجیت سنگھ کے قاتل کو مارو.....''

ہجوم کو سہارا مل گیا تھا۔ تبھی ان کا حوصلہ بلند ہو گیا۔ وہ آگے بڑھے تو جسپال نے پھر ہوائی فائر کر دیا۔ اسی دوران کوٹھی کی چھت پر سے انوجیت نے ہوائی فائرنگ شروع کر دی۔ انہی لمحات میں کچھ گاڑیاں سڑک پر سے نیچے اتر کر ان کے قریب سے ذرا فاصلے پر آ کر کھڑی ہو گئیں۔ ان میں سے کئی سکھ نوجوان نکلے اور باہر نکلتے ہی گنیں سیدھی کیں۔ اس پر جسپال نے اونچی آواز میں کہا۔

''کوئی بندہ نہ مارنا..... ہوائی فائر۔''

ایک ساتھ جب فائرنگ ہوئی تو ہجوم بے قابو ہو کر دوڑنے لگا۔ فصلوں کے درمیان سے اوگی کا فاصلہ زیادہ سے زیادہ آدھا کلومیٹر تھا وہ لوگ اس جانب دوڑ پڑے تھے۔ وہ بھی ان کے پیچھے بھاگے جسپال ان کے ساتھ تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ جن لوگوں نے نعرے لگائے ہیں ان میں سے کوئی ایک ہی پکڑا جائے۔ وہ گاہے بگاہے فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ یہاں تک کہ اوگی تک پہنچتے ہوئے وہ ہجوم غائب ہو گیا۔ اس وقت تک انوجیت بھی ان کے ساتھ آ شامل ہوا۔ اس نے آتے ہی کہا۔

''چلو اب بس کرو..... وہ بھاگ گئے ہیں۔''

''تم پہچانتے ہو ان میں سے کون لوگ تھے؟'' جسپال نے پوچھا۔

''ہاں ان میں سے تقریباً سبھی لوگوں کو جانتا ہوں۔ اور جو تم پوچھنا چاہ رہے ہو کہ بلجیت کے لوگ کون تھے انہیں بھی جانتا ہوں۔''

''تو پھر سنو انوجیت۔! جتنا چاہے وقت گزر جائے انہیں قابو میں کرنا ہے چاہے کوئی ایک پکڑا جائے ورنہ ان کی ہمت بڑھ جائے گی، آج اور ابھی.....''

''چلو۔!'' انوجیت نے کچھ سوچے بغیر کہا اور وہ سب لوگ اوگی پنڈ کی جانب بڑھ گئے۔ گاؤں بھر میں ہلچل مچ گئی تھی۔ وہ لوگ پیدل ہی ہجوم کے پیچھے آئے تھے۔ وہ آتے ہی ''ستھ'' میں آ کر بیٹھ گئے۔ وہاں کافی سارے لوگ تھے۔ اسی دوران کئی سارے لوگوں کو لے کر رام داس بھی آ گیا۔ وہ ایک دن جسپال سے ملنے کوٹھی آیا تھا اور اپنی ہر طرح کی مدد کے بارے میں کہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں پر لوگ اکٹھے ہو گئے۔ ہر کوئی اس

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شدید فائرنگ کے بارے میں جاننا چاہ رہا تھا۔ گاؤں میں ہلچل ہو اور دلبیر سنگھ کو معلوم نہ ہو ایسا ممکن نہیں تھا۔ وہ بھی ایک لڑکے کے ساتھ موٹر سائیکل پر وہاں آ گیا۔ تب انوجیت نے کوٹھی پر حملے کی بابت ان سب کو بتایا اور نام بتائے کہ ان میں کون کون لوگ شامل تھے۔ اس کے ساتھ ہی جسپال نے اونچی آواز میں کہا۔

''دلبیر سنگھ جی، آپ ہمارے بزرگ ہیں اور اس وقت ہم آپ ہی کو سرپنچ مانتے ہیں۔ آپ کے پاس دو گھنٹے ہیں' آپ ان سب کو یہاں لے آئیں اور ان سے پوچھیں کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ ورنہ پھر ہم خود ان کو تلاش کر لیں گے۔''

''دیکھو پتر۔! انہوں نے جو کچھ بھی کیا' غلط کیا' لیکن میں بنتی کروں گا کہ تحمل سے کام لو' انہیں بلاتے ہیں اور انہیں پولیس کے حوالے کر دیں گے۔ میرا وشواش کرو۔'' دلبیر سنگھ نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''آپ ہیں' اوراوگی کے لوگ بھی یہاں پر ہیں' یہ سب سن لیں کہ آج ہی مجھے میری جائیداد کے کاغذات مل گئے ہیں۔ میں اب آپ سب کی طرح اس گاؤں کا حصہ ہوں۔ کوئی میرے گھر پر حملہ کرے' میں اس کی آنکھیں نکال لوں گا۔ دو گھنٹے بعد میں یہیں آؤں گا۔'' جسپال نے کہا تو دلبیر سنگھ نے سکون سے کہا۔

''اگر تم مجھے اپنا بزرگ مانتے ہو تو میرا وشواس کرو۔ میں سب سنبھال لوں گا۔ تم ابھی گھر جاؤ' میں جانتا ہوں کہ بنتا سنگھ زخمی ہو گیا ہے' میں نے ڈسپنسری کا ڈاکٹر بھجوایا ہے' تم جاؤ۔ میں اس کا کوئی نہ کوئی اُپائے کرتا ہوں۔ میں رام داس جی کو بھی ساتھ لے لیتا ہوں' تم فکر نہ کرو۔''

اس کے تسلی دینے پر جسپال نے انوجیت کی طرف دیکھا' اس نے آنکھوں کے مبہم اشارے سے گھر چلنے کو کہا تو وہ وہاں سے نکل پڑا۔ اس کے ساتھ سارے لوگ تھے جو باہر سے آئے تھے۔

باہر سے آئے نوجوان کھاپی کر چلے گئے۔ انہوں نے شام کو آنے کا کہا تو اس پر جسپال نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ بنتا سنگھ کی ٹریٹ منٹ کر کے اسے آرام کے لیے لٹا دیا تھا۔ اس کے ساتھی چوکیداروں کو وہاں تعینات کر دیا۔ تب کہیں جا کر وہ ڈرائنگ روم میں گیا تو کلجیت کور اس کی منتظر تھی۔ اسے دیکھتے ہی وہ اٹھی اور اسے گلے لگا کر بولی۔

''جسپال پتر۔! پتہ نہیں میں کب سے اس گھڑی کا انتظار کر رہی تھی' تیری امانت تیرے حوالے ہوئی۔ اب میں سکون سے اپنے رب کے پاس جا سکوں گی۔ چاہے اب مجھے آج ہی بلا لے۔''

''اوہ پھوپھو! آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے کلجیت کور کو خود سے الگ کیا' پھر صوفے پر بٹھا کر بولا۔ ''دیکھو پھوپھو! یہ سب کچھ کل بھی انوجیت کا تھا اور آج بھی اسی کا ہے۔ میں نے تو چند دن کے بعد چلے جانا ہے۔ ابھی رب کے پاس جانے کا پروگرام کینسل کرو۔ ہم نے انوجیت کی شادی کرنی ہے۔ ابھی تو اچھے دن شروع ہوئے ہیں۔''

''رب تیری خیر کرے پتر' مجھے بہرحال آج سکون آ گیا ہے۔'' کلجیت کور نے پرسکون لہجے میں کہا۔ پھر جوتی کی طرف دیکھ کر بولی۔

''چل جا جوتی! مٹھائی لا اور سب کو کھلا' یہ کر مارے لوگوں نے تو سب بھلا دیا۔'' یہ کہہ کر اس نے انوجیت سے بولی۔ ''اب تو سن۔! کل گرودوارہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صاحب میں ارداس کرانی ہے' اس کا بندوبست کرنا ہے۔''

''تو جو کہے ماں جی' وہی ہو جائے گا۔'' وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا تو ہرپریت اس کی فائل لے آئی۔

''لو جی' پکڑو اپنی امانت' اس کی وجہ سے ہجوم کے پیچھے نہیں جا سکی۔''

''چل پھر کبھی سہی۔'' جسپال نے کہا تو سبھی ہنس دیئے۔ اس نے وہ فائل انوجیت کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔

''یہ سب تیرا ہے میرے ویر۔! جب چاہے اپنے نام کروالینا۔ ان چند دنوں میں یا پھر جب میں دوبارہ واپس آیا تو.....''

''ہرپریت۔! یہ سنبھال کر رکھ لو اور فی الحال کھانا لگواؤ' بھوک لگ رہی ہے۔'' انوجیت نے اس بحث ہی کو سمیٹ دیا۔

☆ ☆ ☆

''صدیاں غلامی میں گزارنے کے بعد اب جا کر ہندوؤں کو آزادی نصیب ہوئی ہے۔ انہیں حکومت ملی ہے تو یہ ہندو اپنی اوقات سے باہر ہو گئے ہیں۔ یہ اپنی گھٹیا فطرت سے مجبور ہیں' یہ نہیں دیکھ سکتے کہ دوسرے مذہب' دین یا دھرم کا بندہ ان کے سامنے ہو' اس لیے مذہب اور دھرم کے نام پر ہر طرف انہوں نے جنگ چھیڑی ہوئی ہے' دراصل یہ وہ سانپ ہیں جو پٹاری میں بند رہیں تو اچھا تھا۔'' نوین کور نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ اس وقت ہم تینوں لان میں بیٹھے شام کی چائے پی رہے تھے۔

''وہ تو جو ہونا ہے سو ہے' تم بتاؤ' اب کرنا کیا ہے۔ شام تو سر پر آ رہی ہے۔'' بکرم جیت نے تشویش زدہ لہجے میں کہا تو وہ بولی۔

''دیکھو۔! نقشے پر میں نے تم لوگوں کو سمجھا دیا ہے کہ شمشان گھاٹ کہاں ہے' اس کے راستے کہاں ہیں' ابھی کچھ دیر میں بلجیت کو وہاں لے جایا جائے گا' وہاں اتنا رش نہیں ہوگا۔ سیکیورٹی کی وجہ سے لیکن ارتھی جلانے کے بعد بہت سارے لوگ واپس آ جاتے ہیں۔ اب رویندر سنگھ کے قریب تو ہم جا نہیں سکتے ہیں۔ اس لیے اب سارا بھروسہ جمال پر ہوگا۔ دور مار گن سے اس کا نشانہ لینا ہے' اور وہاں سے نکلنا ہے' یہی نکلنا ہی ہماری سب سے اہم کارروائی ہوگی۔'' نوین کور نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ نشانہ لگانا کب ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''سورج غروب ہونے کے بعد' جب انہوں نے پھول چننے ہیں۔ تم پھول چننا سمجھتے ہو دلجیت' مطلب جب وہ ارتھی کی راکھ اور ناخن اکٹھے کریں گے۔ ایسے وقت میں.....'' نوین کور نے سکون سے کہا۔

''نکلنے کے لیے تمہارا کیا پلان ہے؟''

''پہلی تو بات یہ ہے کہ ہم الگ الگ نہیں ہوں گے، اکٹھے ہی رہیں گے۔ بکرم جیت دوسری گاڑی میں ہمیں کور دے گا۔ تم نے چونکہ امرتسر دیکھا نہیں' اس لیے تمہیں جتنا بھی سمجھاؤں' تم نہیں سمجھ سکتے' اس پر اپنا دماغ مت کھپاؤ' اس کارروائی کے بعد محفوظ مقام پر لے کر جانا میرا کام ہے۔''

''او کے۔! میرا خیال ہے بکرم' اب نوین کو تقریر کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ ہاں تو ہندوؤں نے کیا کیا۔'' میرے کہنے پر وہ دونوں مسکرا دیئے۔ پھر وہ بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ٹھیک ہے' تم لوگ تیار ہو جاؤ' میں کچھ لوگوں سے رابطہ کرلوں۔'' اس نے کہا اور اپنے سیل فون کی طرف متوجہ ہوگئی۔

امرتسر پر شام اترنے میں ابھی کچھ وقت تھا۔ نوین اور میں پراڈو میں تھے اور بکرم اپنے چند مقامی ساتھیوں کے ساتھ دو کاروں میں ہمارے کور پر تھا۔ وہ ہمیں اودھم سنگھ کالونی کے پاس ریلوے پھاٹک پر ملا تھا۔ ہم بغیر رکے اس کے پاس سے گزر گئے۔ تاہم ہماری رفتار اتنی زیادہ نہیں تھی۔ ریلوے لائن کے پار گرلز سکول کے ساتھ وہ شمشان گھاٹ تھا' جہاں بلجیت سنگھ کی ارتھی کو جلایا گیا تھا۔ وہاں پر موجود بندے نے ہمیں بتایا تھا کہ ارتھی مکمل طور پر جل چکی ہے اور کچھ دیر میں وہاں سے ''پھول'' اٹھائے جائیں گے۔ یہی وہ وقت تھا جس میں ہم نے اپنا کام کرنا تھا۔ گرلز اسکول کی طرف سے اس شمشان گھاٹ کا عقب تھا۔ شمشان گھاٹ کی چار دیواری چھوٹی تھی' جس سے ذرا فاصلے پر اینٹوں سے بنے چار ستونوں پر ٹین کی چھت تھی۔ اس کے نیچے کیا ہو رہا تھا' یہ تو میں نہیں دیکھ سکا' لیکن اس سے ذرا فاصلے پر کافی لوگ کھڑے تھے۔ وہ سب وہیں، اسی سمت دیکھ رہے تھے' ہم پہلے اس کے قریب سے گزر کر آگے نکل گئے' میں دراصل وہاں کی سیکیورٹی کے بارے میں اندازہ لگانا چاہتا تھا۔ وہاں میرے اندازے کے مطابق سیکیورٹی کافی تھی۔ انہوں نے شمشان گھاٹ کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا۔ ایسا ہوسکتا تھا کہ تقریباً ڈیڑھ سو میٹر کے فاصلے پر شمشان گھاٹ کے اندر کھڑے کسی شخص کو نشانہ بنایا جاسکتا تھا لیکن وہاں سے نکلنا پھر بہت مشکل تھا۔ یہ بڑا رسک تھا۔ وہاں میں نے اس آسانی کو قبول نہیں کیا' بلکہ نوین سے کہا۔

''تم ایسا کرو' کسی طرح گرلز اسکول کے اندر پہنچ جانے کی ترکیب کرو۔''

''لیکن وہاں سے نکلنے میں بہت وقت لگ سکتا ہے' میری پلاننگ میں صرف اتنا وقت ہے کہ تم شوٹ کرو اور میں گاڑی وہاں سے بھگا دوں' بس.....'' نوین نے تشویش سے کہا۔

''چلو پھر واپس اور بتا دو کہ ان میں رویندر سنگھ کون ہے۔'' میں نے گن جوڑتے ہوئے کہا۔

''ان میں سفید کرتے پاجامے میں ہے اور اس نے سیاہ رنگ کی پگڑی پہنی ہوئے ہے۔ خاص بات کہ اس کے گلے میں بسنتی رنگ کی مالا ہے۔'' اس نے کہنا چاہا تو میں نے ٹوکتے ہوئے کہا۔

''وہ تو سب کا ہے اور اتنی باریکی نہیں۔''

''او کے۔! وہ جو کمانی دار سنہری عینک لگائے ہوئے ہے' لمبا سا.....''

''ٹھیک ہے' اب تم اپنی ڈرائیونگ پر دھیان دینا۔'' میں نے کہا اور گن تیار کرلی۔ سنائپر اور سائلنسر دیکھا اور تیار ہوگیا۔ نوین نے دھیمی رفتار رکھی ہوئی تھی۔ میں نے تیزی سے دیکھا۔ نوین کی بتائی ہوئی نشانیوں والا وہ شخص کافی لوگوں کے درمیان میں کھڑا تھا۔ میں نے نوین سے تصدیق کی اور رویندر سنگھ کا نشانہ لے کر ٹرائیگر دبا دیا۔ ہلکی سی آواز ابھری تھی۔ میں نے رویندر سنگھ کو ساکت ہوتے ہوئے دیکھا تھا' تب تک نوین نے گاڑی بھگالی۔

ہم نواں کوٹ کی جانب سیدھے چلے گئے۔ نوین کا بکرم جیت سے پہلے ہی رابطہ تھا۔ میں نے گن پچھلی سیٹ کے نیچے رکھی اور فون لے لیا۔ پھر میں نے بکرم جیت سے رابطہ کیا۔ وہ ہمارے عقب ہی میں تھا اور ہم ریلوے لائن کی ساتھ سڑک پر چلے جا رہے تھے۔ ایک جگہ تھوڑا رش تھا' نوین کو وہاں گاڑی کی رفتار دھیمی کرنا پڑی پھر اس کے ساتھ ہی بکرم جیت ہمارے ساتھ آ لگا۔ پراڈو ہمارے لیے اب خطرے کی علامت تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نوین! اب ہمیں پراڈو چھوڑنا ہوگی۔ بکرم ہمارے آگے آجاؤ۔'' میں نے کہا تو ایک موڑ پر اس نے گاڑی روک لی۔ میں نے انتہائی تیزی سے وستی بم کی پن نکالی اور گاڑی میں پھینک دی' پھر آگے کھڑے بکرم جیت کی گاڑی میں بڑھے۔ اس میں بیٹھتے ہی اس نے تیزی سے گاڑی بڑھالی۔ چند ہی لمحوں بعد دھماکے کی آواز آئی۔ تب تک ہم ریلوے پھاٹک کراس کر چکے تھے۔

وہ امرتسر کا پرانا سا علاقہ تھا۔ بہت گنجان آباد انتہائی تنگ بازار میں سے نوین مجھے اپنے ساتھ لیے جا رہی تھی۔ ہم نے کچھ دیر پہلے بکرم کی گاڑی چھوڑ دی تھی اور ایک آٹو رکشہ کے ذریعے یہاں اس بازار تک آئے تھے۔ تنگ بازار میں میرا سانس گھٹ رہا تھا۔ جبکہ مجھے حیرت یہ تھی کہ وہاں عورتوں اور مردوں کا رش تھا۔ کچھ دیر بعد ہم اس بازار کے دوسرے سرے پر گئے تو آگے رہائشی علاقہ شروع ہو گیا۔ درمیان میں ایک سڑک تھی جسے پار کرنے کے بعد ہم ایک گلی میں داخل ہو گئے۔ چند گلیاں پار کرنے کے بعد وہ ایک گھر کے دروازے پر آن کر رک گئی اور پھر دھیمے سے لہجے میں بولی۔

''یہ میرا گھر ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے بیل دے دی۔ کچھ دیر بعد ایک بوڑھے سکھ نے دروازہ کھولا' اس نے ایک نگاہ مجھ پر ڈالی اور پھر پلٹ گیا۔ جیسے کسی اجنبی کا اس گھر میں آنا پہلی بار نہیں تھا' ہم اندر داخل ہو گئے۔ ڈیوڑھی ختم ہوئی تو اس کے ساتھ ہی دائیں جانب سیڑھیاں تھیں۔ نوین نے مجھے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور اوپر چڑھ گئی۔ دوسری منزل کو بھی اس نے پیچھے چھوڑا تیسری منزل پر وہ پرانی طرز کا کمرہ تھا اور اس کی حالت ایسی تھی کہ جس کے بارے میں افراتفری ہی کہا جا سکتا تھا' بہت کچھ تھا' مگر سب بے ترتیب۔ اس نے ٹی وی لگاتے ہوئے کہا۔

''یہ میرا کمرہ ہے اور آپ نے یہ رات ادھر گزارنی ہے۔ آپ ٹی وی دیکھو' میں کھانے کا بندوبست کر کے آتی ہوں۔'' یہ کہتے ہی وہ الٹے پیروں واپس پلٹ گئی اور میں مختلف چینل بدلنے لگا کہ اپنے مطلب کی خبر سن سکوں۔ ایک مقامی چینل پر رویندر سنگھ کے بارے میں خبر دی جا رہی تھی۔ وہ سورگ باشی ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی پراڈو میں دھماکے کی بھی خبر کو اہمیت دی جا رہی تھی۔ اس واقعہ کا سرا وہ دہشت گردی سے جوڑ رہے تھے۔ میں کچھ دیر اس کی تفصیلات سنتا رہا' پھر چینل بدلنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ ایک خاتون رپورٹر نے کافی چونکا دینے والی بات کی۔ اس نے رویندر سنگھ قتل اور مدن لعل کے بیٹے منوہر کے قتل کو ایک ہی قاتل کے ساتھ جوڑ دیا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ دونوں قتل کسی ایک ہی بندے نے کیے ہیں' کیونکہ شوٹ کرنے کا انداز ایک سا ہی تھا۔ میرا نہیں خیال تھا کہ وہ اتنی گہرائی میں سوچ سکتے تھے' لیکن اس سے اندازہ ہو گیا تھا کہ تحقیقات کس سطح پر ہو رہی ہیں۔ میں نے اندر سے یہ محسوس کر لیا کہ میرے لیے خطرہ بڑھ گیا ہے، مجھے حد درجہ محتاط ہو جانا چاہیے۔

☆ ☆ ☆

شام کے سائے پھیلے تو اوگی پنڈ پر بھی خوف چھا گیا۔ ایک طرف دلبیر سنگھ ان سبھی نوجوانوں کو سامنے لے آیا تھا' جو اس ہجوم میں تھے اور انوجیت کے گھر پر پتھراؤ کے ذمہ دار تھے۔ جو بھاگ گئے تھے یا موجود نہیں تھے یا پھر سامنے نہیں آئے تھے۔ ان کے والدین میں سے کسی ایک کو وہاں بلا لیا گیا تھا۔ سبھی میں اچھا خاصا رش لگا ہوا تھا' کچھ لوگ چارپائیوں پر بیٹھے تھے۔ پنچ اونچی سی جگہ پر اور بہت سارے لوگ کھڑے تھے۔ پنچ حضرات کے پاس ہی جسپال سنگھ تھا' اور اس سے کچھ فاصلے پر انوجیت تھا۔ انہوں نے بھی اچھی خاصی تعداد میں لوگ بلائے ہوئے تھے کہ اگر کوئی ایسی ویسی بات ہو تو ان سے نپٹ لیا جائے۔ پنچائیت کی کارروائی شروع ہوتے ہی خاصی گرما گرمی ہونے لگی تھی۔ حملہ آوروں کا یہ موقف تھا کہ جسپال کی وجہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے بلجیت سنگھ مرا ہے' اس لیے انہیں غصہ تھا۔ کچھ دیر ان کی باتیں سننے کے بعد دلبیر سنگھ نے کہا۔

''تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ اس کے گھر پر چڑھ دوڑیں۔ خیر۔! میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کون تھے جنہوں نے عام نوجوانوں کو اکسایا اور وہاں پر فائرنگ کی؟''

اس کے ساتھ ہی وہاں پر چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ بھنبھناہٹ میں مختلف نام سامنے آنے لگے۔ یہاں تک کہ چھ سات نوجوان سامنے آ گئے۔ ان میں سے کچھ روپوش تھے' اس لیے ان کے ماں باپ وہاں پر سامنے تھے۔

''اس بے چارے بنتا سنگھ کا کیا قصور تھا۔ اسے اس قدر زخمی کر دیا' وہ کوٹھی کا ملازم ہی نہیں' گھر کا ایک فرد بھی تھا۔ اگر وہ مر گیا تو اس کا ذمے دار کون ہوگا؟'' جسپال سنگھ نے پنچائیت سے کہا۔

''ظاہر ہے' یہی ذمے دار ہیں۔ اب پنچائیت انہیں کیا سزا دیتی ہے۔'' دلبیر سنگھ نے سب پنچوں کی طرف دیکھ کر کہا تو جسپال نے سب کی طرف دیکھا اور اجازت لے کر بولا۔

''میں ان سب کو معاف کرتا ہوں' لیکن اگر آئندہ کسی نے ایسی حرکت کی تو میں معاف نہیں کروں گا۔'' اس کے یوں کہنے پر ایک دم سے سب کے چہروں پر خوشی دوڑ گئی۔ کئی لوگ حیران تھے کہ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ یہ کتنا دیالو ہے کہ اس نے سزا نہیں ہونے دی بلکہ معاف کر دیا۔ کئی لوگوں نے جذبات میں آ کر یہ اظہار بھی کر دیا تو اس نے کہا۔ ''دیکھو! آج تک میرے گاؤں والے ظلم و ستم کا شکار رہے ہیں۔ دبے رہے ہیں' یہاں زندگی کی سہولتیں نہیں آئیں' آپ سب کو یہ معلوم ہو جانا چاہیے کہ سب زمین جائیداد میرے نام ہو گئی ہے۔ رویندر سنگھ خاندان نے میری راہ میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا۔ لیکن اب ایسا نہیں ہوگا۔ یہاں سکول بنیں گے' فیکٹریاں لگیں گی' ہسپتال تعمیر ہوگا' یہ جو ''وہیلے نوجوان'' ہیں' لوگوں کے گھروں کو آگ لگاتے پھر رہے ہیں' یہاں کام کریں گے۔ خوشحال ہوں گے۔ اس سے میرے باپ کلوندر سنگھ کی آتما کو سکون ملے گا۔ اس سے آپ لوگوں کو بھی پہچان ہو جائے گی کہ رویندر سنگھ خاندان کیسا تھا؟ کس طرح انہوں نے اپنی سرپنچی بچانے کے لیے اسی گاؤں کے نوجوانوں کو اندرا گاندھی حکومت کے گماشوں کے سامنے ڈال دیا تھا' جنہوں نے ان نوجوانوں کو گولیوں سے بھون ڈالا' جن میں میرا باپ بھی تھا۔ یہ سارے اوگی کے لوگ جانتے ہیں۔'' جسپال سنگھ انتہائی جذباتی انداز میں کہہ رہا تھا کہ کئی لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ وہاں سماں ہی کچھ اور بن گیا تھا۔ ایسے میں ایک شخص کا سیل فون بج اٹھا۔ وہ دوسری طرف سے کچھ سنتا رہا پھر فوراً ہی فون بند کر کے اونچی آواز میں بولا۔

''اوئے سنو اوگی والو۔! رویندر سنگھ قتل ہو گیا۔''

وہاں ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔ رویندر سنگھ کے حمایتی پنچوں کے رنگ اڑ گئے۔ پھر سرگوشیاں ایک شور میں بدل گئیں۔ خبر کی تصدیق ہونے لگی۔ کچھ دیر بعد ماحول ہی کچھ اور ہو گیا۔

''ٹھیک ہے آپ لوگ جا سکتے ہیں لیکن آئندہ ایسی حرکت نہ ہو۔'' دلبیر سنگھ نے ان کی طرف دیکھ کر کہا تو لوگ فوراً ہی وہاں سے کھسکنے لگے۔

جسپال اور انوجیت کار میں بیٹھ کر واپس کوٹھی کی طرف جا رہے تھے جسپال کا موڈ انتہائی خراب تھا۔ اسے شدید غصہ آ رہا تھا۔ تبھی وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بڑبڑانے والے انداز میں بولا۔

''ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا' میں نے اسے مارنا تھا، اسے کوئی دوسرا کیسے مار سکتا ہے؟''

''دھیرج رکھو یار جسپال' یہ لفظ بھی منہ سے مت نکالو۔ اچھا ہوا وہ مر گیا۔ تیرا مشن پورا ہو گیا۔'' انوجیت نے تحمل سے کہا۔

''میرے اندر کا غصہ تو ٹھنڈا نہیں ہو گا نا، میں اپنے ہاتھوں سے مارتا، اس بے غیرت کو.....'' جسپال کا غصہ کسی طور بھی کم نہیں ہو رہا تھا۔ اس پر انوجیت نہیں بولا' بلکہ خاموشی سے ڈرائیونگ کرتا رہا' یہاں تک کہ وہ گھر آ گئے۔ ان کے آنے سے پہلے ہی ہرپریت تک یہ خبر پہنچ چکی تھی۔ اس کی ایک سہیلی نے بتا دیا تھا۔ اس نے جسپال کا موڈ دیکھا تو خاموش رہی۔ وہ سبھی ڈرائینگ روم میں تھے اور اپنی اپنی جگہ خاموش تھے۔ تبھی جسپال نے کہا۔

''اسے کون مار سکتا ہے؟ اور پھر وہ مرا کیسے؟''

''اس کی تفصیلات تو خبریں دیکھ کر ہی ہو سکتی ہے۔'' ہرپریت نے کہا پھر چند لمحے بعد کہا۔ ''تم چلو کمرے میں' وہیں لیپ ٹاپ ہے' کوئی آن لائن ٹی وی دیکھتے ہیں۔''

جسپال اور ہرپریت دونوں ہی بیڈ پر بیٹھے ہوئے اسکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔ امرتسر کے ایک مقامی چینل سے وہ تفصیلات بتائیں جا رہی تھیں۔ وہ سب کچھ دیکھتی رہنے کے بعد اچانک اس کے منہ سے نکلا۔

''یہ جمال کے سوا دوسرا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔''

''یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو؟'' ہرپریت نے تیزی سے پوچھا تو وہ لیپ ٹاپ ایک طرف رکھتے ہوئے بولا۔

''یہ اس کا اسٹائل ہے' وہ بہت پختہ نشانہ باز ہے' تم دیکھ نہیں رہی' ایک رپورٹر یہ بات کہہ رہی ہے کہ منوہر اور رویندر کا قتل ایک جیسا ہے' میں تو پھر اس کے ساتھ رہا ہوں۔'' اس نے ایک طویل سانس لے کر کہہ دیا تو ہرپریت نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

''مان لیا' اگر اسی نے یہ قتل کیا ہے تو پھر تم کیا کہتے ہو؟''

''تو پھر کوئی بات نہیں۔ اس نے مار لیا' یا میں نے' بات ایک ہی ہے' جمال کو نہیں معلوم کہ یہ رویندر سنگھ کیا ہے' اس پٹی میں یہ چوتھا بڑا قتل ہے' وہ گھیرا جا سکتا ہے' مجھے اس کے لیے کچھ کرنا ہو گا۔'' جسپال ایک دم سے پریشان ہو گیا۔

''کیا کرو گے تم؟ اور کیا کر سکتے ہو؟ چار دن بعد تم یہاں سے جانے والے ہو۔ اگر تم اس کا ساتھ دیتے ہوئے گھیرے گئے تو؟''

''نہیں' مجھے امرتسر جانا ہو گا' مجھے اسے کسی نہ کسی طرح نکالنا ہو گا یہاں سے' میں نکل جاؤں اور وہ یہاں پھنس جائے۔ میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔'' اس نے بے حد جذباتی انداز میں کہا۔

''پاگل مت بنو۔'' وہ تیزی سے بولی' پھر اسے اپنی بانہوں میں لے کر دھیرے سے کہا۔ ''دیکھو۔ تم کینیڈا جا کر ایک طویل عرصے کے لیے دوبارہ یہاں آ سکتے ہو۔ پھر جو چاہے اس کے لیے کر سکتے ہو' ابھی رسک نہیں لیا جا سکتا۔''

''تمہارا کیا خیال ہے' میں ایک دن جاؤں گا اور دوسرے دن واپس آ جاؤں گا۔ اس میں ایک دو ہفتے لگ سکتے ہیں ممکن ہے زیادہ وقت

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

لگ جائے۔ وہ اگر یہاں.....'' اس نے خود کو ہر پریت سے الگ کرتے ہوئے کہا۔

''تم میری بات تو سن لو ہم امرتسر جاتے ہیں اسے اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں۔ تم پرواز کر جاؤ ہم اسے اوگی لے آئیں گے پھر کچھ عرصے بعد وہ جیسے سرحد پار کر سکے گا کروا دیں گے اور اگر ممکن ہوا تو تمہارے آنے تک اسے یہاں رکھ لیں گے۔''

''ویسے تم کہہ تو ٹھیک رہی ہو جہاں چار دن بعد جانا ہے وہاں دو دن پہلے ہی سہی۔'' جسپال نے کہا اور جمال کے نمبر ملانے لگا۔ ذرا سی دیر بعد رابطہ ہو گیا۔

''ہاں بول۔!'' جمال بولا۔

''میں کل امرتسر آ رہا ہوں باقی باتیں وہیں ہوں گی۔'' جسپال نے کہا۔

''جا رہے ہو؟'' اس نے پوچھا۔

''ہاں اپنا بہت خیال رکھنا ملتے ہیں کل.....'' اس نے تیزی سے کہا۔

''ٹھیک ہے میں انتظار کروں گا۔'' جمال نے کہا تو فون بند کر دیا پھر سیل فون ایک طرف رکھا اور ہر پریت کی طرف دیکھنے لگا۔ چند لمحے یونہی دیکھتے رہنے کے بعد بولا۔ ''پریتو۔! تیاری کر لو صبح صبح نکلیں گے یہاں سے، دوپہر ہونے سے پہلے وہاں پہنچ جائیں۔''

''تم جا رہے ہو؟'' ہر پریت نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا پھر تیزی سے اس کے ساتھ لپٹ گئی۔ پھر کتنی ہی دیر تک وہ اس کے ساتھ لگ کر روتی رہی جسپال اسے ہولے ہولے تھپکتا رہا۔

''پریتو۔! آج اور ابھی جتنا چاہے رو لو، پھر بعد میں نہیں۔''

کچھ دیر بعد جب ساری بھڑاس نکل گئی تو وہ اس سے الگ ہو گئی۔ پھر آنکھیں پونچھتے ہوئے بولی۔

''نہیں روؤں گی۔''

''چل آ، پھوپھو کے پاس چلیں اسے بتائیں۔'' یہ کہہ کر وہ بیڈ سے اتر گیا۔ ہر پریت بھی اس کے ساتھ چل دی۔

☆ ☆ ☆

نوین نے سادہ سا کھانا اس کے سامنے رکھا تو وہ کھانے لگا۔ وہ بھی اس کے ساتھ ہی شامل ہو گئی۔ جب وہ کھا پی چکے تو کچھ دیر بعد نوین اس کے لیے چائے بنا کر لے آئی۔ اس دوران وہ جسپال کا فون سن چکا تھا۔ چائے پینے کے دوران اس نے کہا۔

''نوین۔! میں تمہارے بارے میں یا تمہاری فیملی کے بارے میں جاننے کی کوشش نہیں کروں گا۔ مجھے یہ تجسس نہیں ہے کہ تم اس طرح کیوں زندگی گزار رہی ہو لیکن ایک بات ضرور پوچھنا چاہوں گا اور یہ بھی چاہوں گا کہ تم اس کا ٹھیک جواب دو گی۔''

''پوچھو۔!'' اس نے عینک کے اوپر سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم کوئی پراسرار علم بھی جانتی ہو؟ مطلب اس بارے میں تمہاری کوئی دلچسپی ہے؟'' جمال کے پوچھنے پر وہ ایک دم سے قہقہہ لگا کر ہنس

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دی' پھر تعجب سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت سے بولی۔

''یہ آپ نے سوال کیوں کیا؟''

''سوال کر دیا نا' مجھے اس کا جواب چاہیے؟'' میں نے اس کے چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔! میں کوئی پراسرار علم نہیں جانتی اور نہ ہی مجھے کبھی دلچسپی رہی ہے۔'' اس نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا پھر چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد بولی۔ ''اگر مجھے ایسا کوئی علم آتا ہوتا تو میں اپنے خاندان کی حالت نہ سنوار لیتی' کیوں میں جرم کی اس دنیا میں داخل ہوتی۔ پہلی تو بات ہے یہاں عورت اس قدر ذلیل مخلوق ہے جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ہر بندہ عورت کو مفت کا مال سمجھ کر اس سے لطف اٹھانا چاہتا ہے' استعمال کر کے ٹشو پیپر کی طرح کچرے کے ڈبے میں پھینک دینا چاہتا ہے۔ مجھے کوئی ایسا علم آتا ہوتا نا تو میں کم از کم اس ذلالت سے تو نکل آتی' سکون سے جتنی چاہے دولت کماتی۔''

''تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں لیکن نجانے کیوں تم مجھے پراسرار دکھائی دے رہی ہو۔'' میں نے سنجیدگی سے کہا۔

''نہیں۔! میں انتہائی کسمپرسی کی زندگی گزار رہی ہوں۔ پڑھی لکھی ہوں' جاب نہیں ملی' ایک ویشیا بننے کو میں نے پسند نہیں کیا۔ اپنا غصہ ایسے ہی نکالتی ہوں' اس سے مجھے پیسے بھی مل جاتے ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے چائے کا طویل سپ لیا' پھگ رکھتے ہوئے بولی۔ ''یہ پراسرار میں کیسے لگی آپ کو؟''

''میں نہیں جانتا' بس ایسے ہی احساس ہوا تھا۔'' میں نے بھی بات چھپا جانا ہی بہتر سمجھا۔

''وہ کہیں جلیانوالہ باغ میں جو آپ کی طبیعت اچانک خراب ہوئی تھی کہیں آپ اس حوالے سے تو بات نہیں کر رہے ہیں۔'' اس نے اچانک پوچھا۔

''تم یہ کیسے.....'' میں نے کہنا چاہا تو وہ میری بات کاٹتے ہوئے بولی۔

''دیکھو اگر آپ اس حوالے سے بات کر رہے ہو تو یہاں لوگ یہ بات مانتے ہیں کہ جلیانوالہ باغ میں جو لوگ قتل ہوئے تھے۔ ان کی روحیں آج بھی وہاں بھٹک رہی ہیں۔ وہ مکتی چاہتی ہیں' لیکن انہیں کوئی مکتی دینے والا نہیں۔ وہ لوگوں کو اس طرح احساس دلاتی ہیں تو لوگ خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔''

''کیسے ہو گی ان کی مکتی؟'' میں نے پوچھا۔

''لوگ تو یہی کہتے ہیں اور بچپن سے ہم یہی سنتے آ رہے ہیں کہ جب تک ان پر گولیاں چلانے والے بندوں کا ناش نہیں ہو جاتا' ان کے پریوار اس دھرتی پر ہیں' انہیں مکتی نہیں ہو گی' باقی رب جانے۔'' اس نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ تبھی مجھے خیال آیا کہ یہ اگر کوئی پراسرار علم جانتی ہے یا نہیں جانتی' بہر حال اس وقت یہ مجھے یونہی کہانی سنا رہی ہے' اب اس موضوع پر بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ سو میں نے پوچھا۔

''گیانی صاحب سے بات ہوئی؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں وہ خود رابطہ کیا کرتے ہیں' جب فضا صاف ہو جاتی ہے۔'' اس نے لاپرواہانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے تو اس کا مطلب ہے' اب بے فکر ہو کر سو جانا چاہیے' جب تک ان کی کال نہیں آتی۔'' میں نے کہا تو وہ چند لمحے سوچتی رہی' پھر ہاں میں سر ہلا دیا۔ اس کیساتھ ہی اس نے بیڈ کے ساتھ فرش پر سے چیزیں اٹھانا شروع کر دیں پھر ایک گدا اور تکیہ بیڈ کے نیچے سے نکال کر سیدھا کیا تو میں نے پوچھا۔ ''تم بھی اسی کمرے میں سوؤ گی؟''

''اور میں نے کہاں سونا ہے' اپنے کمرے ہی میں سوؤں گی۔'' اس نے عام سے لہجے میں کہا اور پھر چادر بچھا کر لیٹ گئی تو میں نے یونہی کہا۔

''نوین۔! لگتا ہے تم بڑی مشکل زندگی گزار رہی ہو۔''

''مشکل نہیں' مشکل ترین کہو' خیر یہ دن بھی کٹ جائیں گے اگر زندگی رہی' ورنہ ایسی بے مقصد زندگی کا فائدہ بھی کوئی نہیں ہے۔'' اس نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا پھر چند لمحے بعد گویا ہوئی۔ ''یار' کوئی نئی بات نہیں ہے' وہی غربت' کسمپرسی کی زندگی' پڑھائی کی تھی کہ کوئی اچھی جاب مل جائے گی' نہیں ملی تو اس لائن میں آ گئی۔ شادی اس لیے نہیں کی کہ کسی کو میں پسند نہیں آئی' کوئی مجھے پسند نہیں آیا' یہی مختصر سی کہانی ہے' اب سو جاؤ۔ مجھے جلدی نیند نہیں آئے گی۔''

''لیکن یہ یاد رکھو کہ ہمیں صبح یہاں سے نکلنا ہے۔'' میں نے کہا۔

''کہاں جاؤ گے؟'' اس نے حیرت سے پوچھا۔

''یہ صبح بتاؤں گا' ویسے صبح تک گیانی جی بھی کال کر لیں گے۔ اس کا مجھے یقین ہے۔'' میں نے کہا اور آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا۔ اس کے بعد مجھے خبر نہیں رہی کہ میں کہاں ہوں۔

میری جب آنکھ کھلی تو کھڑکی میں سے سورج کی شعاعیں اندر آ رہی تھیں۔ فرش پر بستر بھی نہیں تھا۔ میں چند لمحے یونہی بیٹھا رہا' پھر فرسودہ سے باتھ روم میں گھس گیا۔ میں نہا کر باہر آیا تو نوین ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور میرے بستر پر امرتسر کا روایتی ناشتہ موجود تھا۔ کلچہ' مکھن' بھاجی' اچار کے ساتھ ملائی والی چائے تھی۔ وہ بازار سے آیا ہوا ناشتہ تھا۔ جس سے فراغت کے بعد اس نے کہا۔

''ابھی تک گیانی جی کی کال نہیں آئی' مگر بکرم جیت واپس لدھیانہ چلا گیا ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے اس کا پیغام آیا ہے۔ اگرچہ شہر میں بظاہر سکون ہے لیکن بہت سختی ہو رہی ہے۔ اب بولو کیا کرنا ہے؟''

''یہاں سے باہر تو جانا ہے' ہم اگر کوئی غیر قانونی کام کریں گے یا مشکوک حالت میں پھریں گے تو ہی پکڑے جائیں گے' تم چلو' ہرمندر صاحب چلتے ہیں۔'' میں نے کہا۔

''چلو۔'' اس نے کہا تو ہم کمرے سے نکل کر نچلی منزل تک آ گئے' پھر گلی میں آ گئے۔ وہاں سے ہم بڑے سکون سے پیدل چلتے ہوئے سڑک تک آ گئے۔ صبح کی چہل پہل تھی۔ ہمیں دیکھ کر ایک سائیکل رکشے والا آگے بڑھا' ہم اس میں بیٹھ گئے۔ نوین کور نے اسے ہرمندر صاحب چلنے کو کہا تو وہ چل دیا۔ کافی دیر بعد اس نے ہمیں ہرمندر صاحب کے شمالی گیٹ کی طرف اتارا۔ ہم اندر چلے گئے۔ بسنتی رنگ کی پگڑی میرے سر پر تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نوین نے آنچل لیا ہوا تھا' میں جانتا تھا کہ یہاں پر نہ صرف خفیہ والے ہیں' بلکہ وہاں پر ہرمندر صاحب کے اپنے سیکیورٹی کے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ ہم نے پرکرما پر ایک چکر لگایا۔ تب تک گیانی صاحب کا فون آ گیا۔ وہ فون نوین ہی نے سنا' وہ ہمیں اپنے ہاں بلا رہے تھے۔ ہم کچھ دیر وہاں رہے اور پھر گیانی صاحب کے گھر کی طرف چل پڑے۔

ڈرائنگ روم میں جسپال اور ہرپریت بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں ہی باری باری مجھے گلے لگ کر ملے۔ جسپال تو مجھے یوں دیکھ رہا تھا' جیسے میں صدیوں بعد اسے دکھائی دیا ہوں۔ میں نے اس کے کاندھے پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

''ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟''

''جو کام میں نے کرنا تھا وہ تم نے کر دیا۔ مجھے اچھا لگا' گیانی صاحب نے مجھے ساری تفصیل بتا دی ہے۔'' اس نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ نوین اندر کہیں کمرے میں چلی گئی۔ میں بھی بیٹھا تو ہرپریت میرے پاس آ کر بیٹھ گئی' بولی۔ ''یہ جا رہا ہے۔''

''اس کی مجبوری ہے' جانا تو پڑے گا' ٹکٹ او کے ہو گیا ہے کیا؟''

''ہاں' وہ رات ہی کرا لیا تھا' ابھی وہ لے کر ہی ادھر آیا ہوں۔ شام کے وقت فلائٹ ہے۔'' اس نے افسردہ سے لہجے میں کہا تو میں نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

''او کے' اب پھر مجھے تمہارے ساتھ ہرمندر صاحب جانا پڑے گا' ابھی وہاں سے آیا ہوں۔''

''وہ تو جانا ہی ہوگا' ماتھا ٹیکنا تو لازمی ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ انوجیت نہیں آیا تمہارے ساتھ' وہ ایئرپورٹ آ جائے گا' اگر اسے آنا ہوا تو' ورنہ تم ہرپریت کو چھوڑنے اوگی جاؤ گے۔'' اس نے کہا تو میں نے سرخم تسلیم کر لیا۔

☆ ☆ ☆

راجہ سانسی ایئرپورٹ پر خاصی گہما گہمی تھی۔ امرتسر کا مغربی افق نارنجی ہو گیا تھا۔ جب جسپال کی فلائٹ کا اعلان ہوا۔ ایئرپورٹ پر نوین کور بھی تھی جو ہرپریت کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔ جسپال میرے گلے لگ کر دھیرے سے بولا۔

''میں بہت جلد آؤں گا' میرا اب وہاں کینیڈا میں دل نہیں لگے گا۔''

''میں تمہارا انتظار کروں گا۔'' میں نے کہا اور پھر اس کی پیٹھ تھپک کر خود سے الگ کیا۔ ہرپریت اس کے گلے لگ کر رو دی۔ وہ اس سے باتیں کرتا رہا' پھر نوین کور سے ہاتھ ملا کر تیزی سے اندر چلا گیا۔ ہم اس وقت تک وہاں رہے' جب تک فلائٹ اڑ نہیں گئی۔ تقریباً آٹھ بجے ایئرپورٹ سے نوین کور کی ماروتی ہی میں آئے۔ ہرپریت نے اپنی کار گیانی جی کے گھر ہی چھوڑ دی تھی۔ ایئرپورٹ کی طرف آتے ہوئے راستے میں ایک نالہ دیکھا تھا' جیسے ہی وہ قریب آیا' میں نے دلجیت کور کا دیا ہوا فون اس میں پھینک دیا۔ گویا ایک باب ختم کر دیا۔

اس وقت ہم امرتسر شہر میں داخل ہو گئے تھے۔ جب میں نے محسوس کیا کہ ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے' میں نے ان دونوں عورتوں پر ظاہر نہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہونے دیا اور اپنے عقب میں آنے والی سرخ گاڑی پر نگاہ رکھی' جیسے ہی بائی پاس سے ہم نیچے اترے تو وہ گاڑی ہمارے آگے آ کر ہماری سائیڈ دبانے لگی' نوین نے بہت کوشش کی کہ وہ نکل جائے لیکن اسے وہاں رکنا ہی پڑا۔ ہمارے رکتے ہی چار افراد تیزی سے نکلے۔ ان کے ہاتھوں میں پسٹل تھے۔ انہوں نے آتے ہی ہمیں کور کرلیا۔ وہ سارے نوجوان تھے۔ دو آگے کھڑے تھے اور ایک پیچھے آن کھڑا ہوا۔ چوتھے نے ماروتی کے اندر جھانک کر دیکھا' پھر نوین کور کا دروازہ کھول کر بولا۔

''اے مس ڈرائیور! باہر نکلو اور اپنی شناخت کراؤ۔''

نوین نے کار بند کی اور باہر نکل گئی۔ تبھی اس نے ہمیں بھی باہر آنے کا اشارہ کیا۔ ہم بھی بڑی تمیز سے باہر نکل آئے۔ میں نے خطرہ محسوس ہوتے ہی اپنا پسٹل ''ڈب'' میں ڈال لیا تھا' میں بھی نکل کر ہرپریت کے ساتھ ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

''کون ہو تم لوگ اور کیا چاہتے ہو؟'' میں نے اس سے پوچھا تو وہ ہنستے ہوئے بولا۔

''فقیر لوگ ہیں، مانگنا ہمیں آتا نہیں' بس چھیننا آتا ہے' تم جانتے ہو کہ ہم روڈ پر کھڑے ہیں' اس لیے جتنی جلدی ہو سکے جو کچھ ہے نکال دو۔'' پھر ہرپریت کی طرف دیکھ کر بولا۔ ''اور یہ اس کے زیور..... فوراً.....'' آخری لفظ اس نے تحکمانہ انداز میں کہا تھا' وہ معمولی اُچکے ہمارا راستہ روکے کھڑے تھے۔

''اگر اب تم نے اس کی طرف انگلی بھی کی تو اچھا نہیں ہوگا۔ ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ' اچھی بات ہے۔''

''مال نکالو جلدی، ماں کے.....'' اس نے غراتے ہوئے گالی بک دی تو میں نے چشم زدن میں پسٹل نکالا اور گولی اس کے ہاتھ پر مار دی۔ اس کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ تب تک نوین اور ہرپریت حرکت میں آ چکی تھیں۔ ہرپریت نے کار کی اگلی طرف کھڑے لڑکوں پر ٹوٹ پڑی' وہ ہاتھوں کے بل آگے بڑھی اور پیر ایک کے اور پھر دوسرے کے منہ پر مارا' کار کی پچھلی طرف ایک چیخ بلند ہوئی۔ شاید کار میں کوئی بیٹھا ہوا تھا' کیونکہ اس نے صورت حال دیکھ کر کار بھگا دی۔ وہ چاروں اب ہماری گرفت میں تھے۔ ابھی ہم ان کی دھنائی میں مصروف تھے کہ ہمارے قریب ایک پولیس موبائل وین آ کر رکی' اس میں سے پولیس والے تیزی سے باہر نکلے۔ چند منٹ انہیں سمجھانے میں لگ گئے۔ تبھی انسپکٹر نے کہا۔

''آج پکڑے گئے نا، یہ گروہ کافی دنوں سے ایئرپورٹ سے واپس آنے والوں کے ساتھ واردات کر رہا تھا۔ چلو تھانے۔''

''لے جائیں انہیں' جو کچھ کرنا ہے ان کے ساتھ کریں۔'' نوین کور نے کہا تو انسپکٹر بولا۔

''آپ بھی چلیں، ان کی رپورٹ لکھوائیں۔''

''میرے خیال میں آپ ان کے ساتھ بہتر نپٹ سکتے ہیں۔ ہم نے لدھیانے جانا ہے۔ بڑا طویل سفر ہے۔'' میں نے کہا تو انسپکٹر کی باچھیں کھل گئیں۔ بلاشبہ وہ ان سے لے دے کر چھوڑ دینے میں آزاد تھا۔ اس نے ہمیں جانے کی اجازت دے دی۔ کچھ آگے نکل آنے پر میں نے نوین کور سے کہا۔ ''یار یہ رشوت اور کرپشن بھی کتنی بری چیز ہے' مال آنے کا سوچ کر اس نے یہ تک نہیں پوچھا کہ میرے پسٹل کا لائسنس ہے بھی یا نہیں؟''

''یہی کمزوریاں اور خامیاں کبھی فائدہ دے جاتی ہیں اور کبھی نقصان.....'' نوین کور نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا اور ماروتی کی رفتار بڑھا دی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گیانی صاحب ہمارا ڈرائنگ روم میں انتظار کر رہے تھے۔ ان کے چہرے پر کافی حد تک سنجیدگی تھی۔ ہمارے بیٹھ جانے تک وہ خاموش رہے پھر بولے۔

''جمال۔! اب تم باہر نہیں نکلو گے، اس وقت تک' جب تک میں نہ کہوں۔''

''خیریت تو ہے گیانی صاحب؟'' میں نے پوچھا۔

''میرے ذرائع نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ دلجیت کور کے ساتھ جو لوگ تھے' ان میں سے کچھ لوگوں کو پکڑ لیا گیا ہے۔ وہ منوہر کے قتل سے مدن لعل کے قتل تک پہنچ چکے ہیں۔ وہ کیسے پہنچے ہیں' یہ تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو' آج کل میں وہ دلجیت تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔''

''گیانی صاحب اس طرح تو آپ بھی .....'' میں نے کہنا چاہا تو وہ بولا۔

''ان لوگوں کو یہی معلوم تھا کہ جالندھر سے ایک عام سا گیانی منگوایا گیا تھا' جو روزانہ پاٹھ کرانے کے لیے آتا تھا' دوبارہ دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہوگا۔ اگر ایسا کوئی معاملہ ہوا بھی تو مجھے معلوم ہو جائے گا۔''

''میں نے تو ہرپریت کو اوگی چھوڑنے جانا ہے۔ کیا میں صبح تک واپس.....'' میں نے کہنا چاہا تو اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''جالندھر تو ہرگز نہیں، دلجیت کا فون فوراً ضائع کر دو، باقی رہی ہرپریت کی بات تو انوجیت آنے والا ہے' یہ اس کے ساتھ چلی جائے گی۔'' گیانی نے کہا تو میں بولا۔

''او کے۔! جیسا آپ کہیں۔''

''نوین' تم بھی ادھر ہی رہو گی۔ شاید ایک دو دن لگ جائیں۔''

''جی ٹھیک ہے۔'' اس نے کہا۔ ''اتنے میں انوجیت کے آنے کی اطلاع ملی تو گیانی نے کھانا لگانے کا کہہ دیا۔ اس کے آنے پر اسے بھی موقعے کی اور حالات کی نزاکت کا احساس ہوا۔ گیانی نے اوگی کی تفصیل سنی۔ کھانے سے فراغت کے فوری بعد گیانی نے انوجیت سے کہا کہ وہ جالندھر کے لیے نکل جائے۔ اس نے ہرپریت کو لیا اور نکل گیا' میں نے چند دن بعد اوگی آنے کا بھرپور وعدہ کر لیا تھا۔ کچھ دیر بعد گیانی بھی چلا گیا۔

آدھی رات سے زیادہ کا وقت گزر گیا تھا۔ مگر مجھے نیند نہیں آ رہی تھی' نجانے کیوں ایک نامعلوم سی بے چینی میرے اندر سرائیت کی ہوئی تھی۔ وہاں کے تینوں ملازمین کمروں کے اندر ہی سو چکے تھے۔ میرے کمرے میں اندھیرا تھا۔ نوین میرے ساتھ والے کمرے میں تھی۔ کچھ دیر پہلے اس کے کمرے سے ٹی وی کی آواز آ رہی تھی۔ اب وہ بند تھی۔ میری بے چینی جب بڑھنے لگی تو میں بیڈ سے اٹھ کر کھڑکی میں آ گیا۔ باہر ملگجی روشنی تھی۔ دور گیٹ پر سیکیورٹی والے موجود تھے۔ پرسکون ماحول تھا۔ میں کچھ دیر یونہی کھڑا رہا' میں لاشعوری طور پر یہ سوچ رہا تھا کہ میری یہ بے چینی کیوں ہے؟ کچھ دیر یونہی سوچتے رہنے کے بعد ایک دم سے مجھے ان آوارہ لڑکوں کا خیال آیا جو ہمیں لوٹنا چاہ رہے تھے۔ آخر ایسی کون سی چیز تھی جس نے انہیں ہماری طرف متوجہ کیا تھا؟ چھوٹی گاڑی ماروتی' جس کے سوار آسان شکار تھے؟ ہرپریت کے معمولی سے زیور جو اس نے کانوں اور گلے میں پہن رکھا تھا۔ وہ ائیرپورٹ ہی سے ہمارے پیچھے لگے تھے؟ یا پھر انہوں نے مجھے سیل فون پھینکتے ہوئے دیکھ لیا تھا؟ یا پھر یہ سب غلط تھا اور فقط میرے ہی دل

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں چور ہے؟ میں انہی آوارہ خیالوں میں کھویا ہوا تھا کہ اچانک مجھے کمپاؤنڈ میں کسی کے ہونے کا احساس ہوا۔ پہلے میں یہی سمجھا کہ شاید سیکیورٹی گارڈ ادھر ادھر پھر رہا ہوگا' لیکن اس کا انداز ایسا نہیں تھا۔ وہ بہت محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ ایک ہی تھا یا کوئی دوسرے بھی تھے؟ یہ سوچتے ہی میں تیزی سے پلٹا' سائیڈ ٹیبل کی دراز میں دھرا اپنا پسٹل اٹھایا' اس کے ساتھ ہی راؤنڈ پڑے ہوئے تھے' میں نے اسے بھی اٹھا کر اپنی اندرونی جیب میں ٹھونس لیا۔ میں تیزی سے باہر نکلا اور نوین کور کا دروازہ بجانا چاہا مگر وہ کھلتا چلا گیا۔ وہ بیڈ پر پڑی لیپ ٹاپ میں کھوئی ہوئی تھی۔ اس کے کانوں میں ہیڈ فون لگے ہوئے تھے۔ اس نے مجھے دیکھا اور مسکراتے ہوئے ہیڈ فون کانوں سے نکال لیے۔ میری نگاہ اسکرین پر پڑی تو میں نے فوراً آنکھیں پھیر لیں۔ وہ اخلاق سوز فلم دیکھ رہی تھی۔ مجھے اس غرض نہیں تھی کہ وہ کیا کر رہی ہے' میں نے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے کہا۔

''نوین باہر کوئی ہے' کون ہے' دوست یا دشمن' میں نہیں جانتا' اٹھو دیکھو باہر کون ہے؟''

میری بات غور سے سننے کے بعد وہ یوں بیڈ سے اچھلی جیسے اسے کرنٹ لگ گیا ہو۔ اس نے تیزی سے جوتے پہنے اور میرے ساتھ باہر نکلنے کو تیار ہوگئی۔ میں نے اسے کھڑکی سے دیکھنے کی جانب متوجہ کیا' وہ باہر دیکھنے لگی پھر سرگوشی کے انداز میں بولی۔

''ہے کوئی' لیکن وہ اکیلا نہیں ہے' وہ دیکھو اس کے پیچھے۔''

وہ دو آدمی تھے' بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ میں یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ ان کا مقابلہ کیا جائے یا پھر یہاں سے فرار ہوا جائے۔ میں نے نوین کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''بولو.....! مقابلہ یا فرار.....؟''

''مقابلہ۔'' اس نے سر سراتے ہوئے کہا تو میں اسے لیتا ہوا باہر آ گیا۔

''ایسے کرو' یہاں کے ملازمین کو جگاؤ' فوراً' میں اوپر جا کر چھت پر سے دیکھتا ہوں۔'' یہ کہتے ہوئے میں سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ دوسری منزل کی چھت پر پہنچ کر میں نے دیکھا' باہر گلی میں ایک کار دکھائی دی' جس کے پاس کوئی نہیں تھا' ممکن ہے اس کے اندر کوئی ہو' کمپاؤنڈ میں وہی دو افراد اب نظروں سے اوجھل تھے۔ مجھے سیکیورٹی گارڈ پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ کیا کر رہے ہیں' سوئے ہوئے ہیں یا بے ہوش ہیں؟ کیونکہ گیٹ پر کوئی نہیں تھا۔ میں نے چاروں طرف پھر کر دیکھ لیا۔ اب کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اچانک مجھے خیال سوجھا اور پھر میں نے اگلے لمحے اس پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے پچھلی طرف سے نیچے جھانکا اور چھت پر سے نیچے جانے کا کوئی ''راستہ'' تلاش کرنے لگا۔ جلد ہی مجھے ایک پائپ دکھائی دیا۔ میں نے محتاط انداز میں اس پر پاؤں رکھا' اور پھر شیڈ کا سہارا لیتے ہوئے نیچے اترتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ میرے پاؤں فرش پر لگے۔ میں فوراً ہی نیچے بیٹھ گیا۔ میں نے بجائے انہیں تلاش کرنے کے باؤنڈری وال کے اس طرف گیا' جس کے ساتھ کار کھڑی ہوئی تھی۔ میں قریبی درخت پر چڑھا' پھر باؤنڈری وال پر قدم رکھا اور باہر کی جانب اتر گیا۔ وہ کار کا عقب تھا۔ میں نے محتاط انداز میں کار کے اندر جھانکا۔ ایک شخص سامنے کی طرف دیکھ رہا تھا' جہاں گیٹ تھا۔ میں سانس روکے اس کے سر پر جا پہنچا' پھر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر پسنجر سیٹ پر جا بیٹھا اور پسٹل اس کی گردن پر رکھ دیا۔

''کون ہو تم؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ حیرت کے مارے ساکت ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی یوں اسے دبوچ لے گا۔ ایک یا دو لمحے بعد اس کے اوسان بحال ہو گئے۔ اس نے گردن موڑے بغیر کہا۔

''پسٹل ہٹاؤ اور بتاؤ' تم کون ہو؟''

''یہاں کیا کرنے آئے ہو۔'' میں نے اس کی نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

''ممکن ہے تمہیں یا تیرے جیسے بندے کو تلاش کرنے کے لیے۔'' اس نے اعتماد سے کہا۔

''کتنے لوگ ہو؟'' میں نے پوچھا۔

''بہت سارے' تمہارے گمان میں بھی نہیں ہے..... میں نے کہا ہے پسٹل ہٹاؤ.....'' اس نے تحکمانہ انداز میں کہا۔ جیسے وہ مجھے کوئی چیونٹی تصور کر رہا ہو۔

''مطلب' تم کچھ نہیں بتاؤ گے۔'' میں نے کہا اور اس کی طرف دیکھا' اندھیرے میں اس کے چہرے پر پھیلے جذبات میں نہیں دیکھ پایا تھا۔

''تم اپنا آپ ہمارے حوالے کر دو' اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔'' اس نے میری بات کا جواب دینے کی بجائے مجھے دھمکی دی۔ تو میں نے پسٹل ہٹاتے ہوئے کہا۔

''لو۔ پسٹل ہٹا لیا' اب بتاؤ کیا کرو گے' مجھے گرفتار کرو گے..... کر لو.....'' میں نے کہا تو اس نے ذرا سا کسمسانے کی کوشش کی' میں نے چشم زدن میں پسٹل کا دستہ اس کی کنپٹی پر دے مارا۔ وہ حیرت بھری آنکھوں کے ساتھ بے ہوش ہوتا چلا گیا۔ میں اتنا تو جانتا تھا کہ کار میں پڑے شخص اور اندر گئے لوگوں کا آپس میں رابطہ تو تھا' ممکن ہے ہماری آوازیں ان کے کسی ہیڈ کوارٹر تک بھی گئیں ہوں۔ میں زیادہ وقت نہیں دینا چاہتا تھا' میں نے اس شخص کی تلاشی میں دو سے تین منٹ لگائے' گاڑی میں متوقع اسلحہ دیکھا' میں نے اس شخص کا کارڈ' سیل فون اور کاغذات جیب میں ڈالے اور اگنیشن سے چابی نکال کر پھینک دی۔ میں اس طرح واپس چار دیواری پر چڑھا' بلاشبہ اندر جو لوگ تھے وہ کمانڈو تھے۔ انہیں قابو میں کرنا یا ان سے پوچھ تاچھ کرنا اچھا خاصا رسک تھا۔ میں ان سے خوف زدہ نہیں تھا' لیکن میں کوئی رسک لینے کے موڈ میں نہیں تھا' میرے لیے سب سے بڑا مسئلہ یہی تھا کہ میں انہیں اندر سے کیسے نکالتا۔ میں نے چند لمحے سوچا' پھر باؤنڈری وال سے نیچے اتر آیا۔

میں نے اس بے ہوش شخص کو باہر نکالا' اس کی شرٹ نکالی' پھر سیل فون کی لائٹ میں چابی تلاش کی' وہ جلد ہی مجھے مل گئی۔ میں نے کار کے پیٹرول ٹینک کا ڈھکن کھولا اور اس کی شرٹ کو پیٹرول میں بھگویا' اب مسئلہ آگ لگانے کا تھا' میرے پاس ماچس یا لائٹر نہیں تھا۔ میں نے پسٹل سے ایک گولی چلائی' ٹھک کی آواز کے ساتھ گولی نکلی اور شرٹ جلنے لگی۔ میں نے انتہائی تیزی سے اپنا آپ بچایا اور چار دیواری پر چڑھ گیا' پھر اگلے ہی لمحے اندر کود گیا۔ میں بھاگتا ہوا رہائشی عمارت کی جانب بڑھا' اس میں زیادہ سے زیادہ دو منٹ لگے ہوں گے' اچانک چار دیواری کے باہر زوردار دھماکہ ہوا۔ کار کے شعلے ہوا میں بلند ہو گئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس وقت میں نے ان دونوں کمانڈوز کو دنیا کا احمق ترین کمانڈو مان لیا جب وہ تیزی سے باہر نکلے انہوں نے پسٹل تانے ہوئے تھے اور اٹھتے ہوئے شعلوں کو دیکھ رہے تھے۔ میں اگر ان کی جگہ ہوتا تو اندر سے نوین یا کسی ملازم کو اپنی ڈھال بنا کر باہر لاتا' ظاہر ہے باہر کسی نے کارروائی کی ہے تو کسی کی موجودگی کے واضح امکانات تھے۔ ممکن ہے وہ ابھی گھر کے اندر افراد تک پہنچے ہی نہ ہوں۔ بہرحال وہ میرے لیے بڑا آسان شکار تھے' میں نے تاک کر نشانہ لیا اور ایک کے سر میں سوراخ کر دیا' وہ ڈکراتا ہوا وہیں ڈھیر ہو گیا۔ میں نے دوسرے کو وقت نہیں دیا۔ اس کی رانوں میں گولیاں مار دیں' وہ لڑکھڑاتا ہوا گر گیا۔ میں فوراً ہی اس کے پاس چلا گیا۔ پسٹل اس کے ہاتھ میں سے نکل چکا تھا۔ میں نے اس کے ماتھے پر نال رکھتے ہوئے پوچھا۔

''کیا کرنے آئے تھے یہاں؟'' میں نے پوچھا۔

''ڈا..... ڈاکہ.....'' اس نے تیزی سے مگر کراہتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے' تم مرنا چاہتے ہو۔ دیکھو' صحیح بات بتاؤ گے تو اس طرح زندہ چھوڑ دوں گا..... ورنہ.....'' یہ کہتے ہوئے میں نے نال کا دباؤ ڈالا تو وہ بولا۔

''یہاں دہشت گردوں کی اطلاع ملی تھی، ہم صرف دیکھنے آئے تھے۔'' اس نے کراہتے ہوئے کہا۔

''کس نے بتایا؟'' میں نے پوچھا تو اتنے میں اندر سے نوین باہر آ گئی۔ اس نے صورتحال دیکھی۔

''شک ہوا تھا، ایئرپورٹ سے.....'' یہ کہتے ہوئے وہ درد سے کراہا۔

''مار دو اسے اور نکلو۔'' نوین چیخی۔

''نہیں نوین۔! میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ میں اسے نہیں ماروں گا۔'' میں نے کہا اور پسٹل اس کے ماتھے پر سے ہٹا لیا۔

اس بندے نے میری طرف ممنونیت سے دیکھا' تبھی نوین نے پوری نفرت سے اس کی طرف دیکھا' پسٹل نکالا اور گولی مار دی۔

''اس نے ہمیں دیکھ لیا ہے' اب وقت نہیں ہے' نکلو۔'' پھر پلٹ کر ادھیڑ عمر سکھ سے بولی۔ ''شام کے وقت مہمان آئے تھے یہاں، رات ہونے سے پہلے ہی چلے گئے۔ ان لوگوں کو سیکیورٹی والوں نے مارا ہے۔'' یہ کہتے ہوئے وہ تیزی سے پورچ میں کھڑی اپنی ماروتی کی جانب بڑھی' میں نے کہا۔

''یہ کار تو نظروں میں آ چکی ہے۔''

''اوئے یہاں سے تو نکلیں۔'' اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ میں اس کے ساتھ پسنجر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ گیٹ پر پہنچ کر دیکھا' دونوں سیکیورٹی والے بے حس پڑے ہوئے تھے۔ بے ہوش تھے یا مر گئے تھے یہ دیکھنے کا وقت نہیں تھا۔ میں نے گیٹ کھولا اور ہم وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ گلی میں کئی کھڑکیاں کھل چکی تھیں اور کچھ لوگ باہر بھی نکل آئے تھے۔ نوین کو روہاں سے نکلتی چلی گئی۔ راستے میں اس نے گیانی جی سے رابطہ کیا۔

''مجھے پتہ چل گیا ہے' فی الحال تم دونوں کہیں چھپ جاؤ۔ وہ ملازمین بھی وہاں سے نکل گئے ہیں۔'' اس نے کہا پھر لمحہ بھر توقف کے بعد بولا۔ ''وہ سیف ہاؤس تھا' ختم ہو گیا۔ نوین تجھے محفوظ مقام تک لے جائے گی اور جب تک میں نے کہوں یہاں سے نہیں جانا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''او کے۔!''میں نے اختصار سے کہا اور فون بند کر دیا تو نوین کور بڑے جذباتی لہجے میں بولی۔

''اوئے مت گھبراؤ' ایسے نجانے کتنے سیف ہاؤس ہیں یہاں امرتسر میں۔ تم ببر خالصہ کے مہمان ہو۔فکر مت کرو۔ واہ گرو سب ٹھیک کرے گا۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنی نگاہ سامنے سڑک پر لگا دی۔ پھر جلد ہی اس نے مین شاہراہ سے گاڑی چھوٹی سڑکوں پر ڈال دی۔ وہ کچھ دیر گھومتی رہی' پھر ایک جگہ گاڑی کھڑی کر کے بولی۔''اپنی سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈالو' کچھ میگزین اور ایک دستی بم ہوگا نکالو۔''

میں نے وہ دونوں چیزیں نکال لیں۔ تب تک وہ باہر نکل آئی تھی۔ اس نے میگزین اپنی جیبوں میں ٹھونسے اور دستی بم کی پن نکال کر ایک گلی کی جانب بھاگ گئی۔ میں بھی اس کے پیچھے لپکا۔ کچھ ہی دیر بعد ہمیں اپنی پشت پر دھما کا سنائی دیا۔ ہم سکون سے وہ گلی پار کر گئے۔

ہمارے سامنے سڑک کنارے ایک ڈاٹسن کھڑی تھی۔ ہم چہل قدمی کے انداز میں اس کے قریب گئے' پھر اس کا دروازہ کھولا اور کار میں بیٹھ گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک سکھ نوجوان اور دوسری پر لڑکی تھی' جس نے بڑا مختصر سا لباس پہن رکھا تھا۔ ہمارے بیٹھتے ہی گاڑی چل پڑی۔ نجانے کن راستوں سے چلتے چلے جا رہے تھے۔ پھر ایک ایسے علاقے میں جا پہنچے' جہاں وہ علاقہ ابھی آباد ہو رہا تھا۔ ایک بڑے سے بنگلے میں ہم جا پہنچے جو ابھی زیر تعمیر تھا' دوسری منزل پر ایک کمرہ اچھا خاصا سجا ہوا تھا۔

''لگتا ہے تم دونوں یہاں تھے۔''نوین نے لڑکی کی طرف دیکھا اور پھر آنکھ مارتے ہوئے پوچھا تھا۔

''اور کیا، بڑے مزے میں تھے۔'' وہ ہنستے ہوئے بولی۔

''تو چلو اب مزے کرو۔ ہمیں کوئی دوسرا کمرہ دکھا دو۔''نوین نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا تو ہمیں لے کر ذرا ساہٹ کر بنے ایک کمرے میں لے گئی' جہاں رہائش کے لیے تقریباً ساری ہی سہولیات میسر تھیں۔

''یہاں بیٹھو۔!میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔ فی الحال یہی ملے گا' اور اگر پینی ہے تو خود جاؤ اور فریج میں سے نکال لاؤ۔''

''نہیں پینی نہیں۔''نوین نے تیزی سے کہا۔

''او کے۔!میں چائے بناتی ہوں۔''

وہ چلی گئی تو میں نے کھڑکی کھول کر باہر دیکھا۔ خاصی ویران جگہ تھی' اندھیرا زیادہ تھا۔ کہیں کہیں کسی پول پر کوئی بلب روشن تھا۔ میں بظاہر دیکھ رہا تھا لیکن میرا دماغ ابھی تک اس واقعے میں الجھا ہوا تھا' نوین واش روم میں چلی گئی تھی۔ میں کافی دیر تک کھڑا رہا۔ تبھی میرے عقب سے نوین کور کی آواز آئی۔

''اوئے۔!اتنا مت سوچو' پتہ چل جائے گا، یہ سب کیسے ہوا؟''

''کب' کس سے؟''میں نے تیزی سے مڑتے ہوئے پوچھا۔

''ایک دو دن میں...... پتہ چل جائے گا۔ ہمارے سورس ہیں۔ تب تک یہاں سکون سے رہیں گے۔'' یہ کہہ کر وہ بیڈ پر دراز ہوگئی۔ وہ یوں پھیل کر لیٹی تھی جیسے ستا رہی ہو۔ مجھے خاموش دیکھ کر اس نے کہا۔''یہ محفوظ 'سیف ہاؤس'' ہے۔ یہ جو بھی لڑکا تم نے دیکھا ہے' اس بنگلے کو بنوا رہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے۔ ابھی چند دن یہاں کام رکا ہوا ہے۔ یہ دونوں آپس میں دوست ہیں۔ اکثر یہاں پائے جاتے ہیں۔ دونوں ہی اپنے بندے ہیں۔ ایسے ہی زیر تعمیر بنگلے ہمارے کام آتے رہتے ہیں۔'' اس نے کہا تو میں نے قریب پڑی ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے' لیکن اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس ویک پوائنٹ کو تلاش کیا جائے جس کی وجہ سے ہم پر شک ہوا۔ مسئلہ معلوم ہوگا تو اس کا حل تلاش کیا جائے گا' اور دوسری بات مجھے تو اب فکر ہونے لگی ہے کہ انوجیت اور ہرپریت اپنے گاؤں ادگی پہنچے ہیں یا کہ نہیں۔''

''ہاں! ان کے بارے میں فکر ہونی چاہیے لیکن جب نوین ہے تو پھر فکر کیسی' میرے پاس ہرپریت کا نمبر ہے' میں کال کرتی ہوں اسے۔''

''نہیں۔! تم اسے کال نہیں کرو گی۔ اگر وہ دشمنوں کے ہاتھ میں ہوئی تو تمہاری یہی کال' انہیں ہم تک پہنچنے میں مدد دے گی۔ پھر یہی امرتسر ہمارے لیے تنگ ہو جائے گا۔'' میں نے اسے بتایا تو وہ سوچنے لگی پھر چند لمحے بعد بولی۔

''تو یہ رابطہ کیسے ہو پائے؟''

اس نے کہا ہی تھا کہ وہ لڑکی اندر داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں دمگ اور کچھ دیگر لوازمات ایک ٹرے میں رکھے ہوئے تھے لے آئی۔ اس نے وہ سب میز پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

''کس سے رابطہ کرنا ہے؟''

''کچھ لوگوں سے، کیا یہاں کمپیوٹر ہوگا' مطلب نیٹ؟'' میں نے پوچھا۔

''ہاں' لیپ ٹاپ ہے۔''

''کچھ دیر کے لیے لا دو پلیز۔'' میں نے کہا تو وہ اسی لمحے پلٹ گئی۔ اور میں اس کے انتظار میں گرم چائے کے سپ لینے لگا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ لیپ ٹاپ لے کر آ گئی۔ میں نے چائے کا مگ ایک طرف رکھا اور اس میں مصروف ہو گیا۔

کچھ ہی دیر بعد میرا روہی سے رابطہ ہو گیا۔

وہاں سے مجھے سب سے پہلے جو خبر ملی وہ یہی تھی کہ انوجیت کے ساتھ ہرپریت اپنے گاؤں خیریت سے پہنچ گئے ہیں' جبکہ جسپال کو ابھی ونکوور پہنچنے میں وقت لگے گا۔ ابھی اس کے بارے میں حتمی نہیں کہا جا سکتا۔ میں نے جب وہاں یہ سوال کیا کہ خفیہ اداروں کو ہمارے بارے میں شک کیسے ہوا تو یہی جواب ملا کہ ابھی اس بارے میں کچھ پتہ نہیں۔ یہ اچانک ہی ہوا۔ مگر اس بارے میں معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں۔ میرے لیے ہدایت یہی تھی کہ یہیں رہوں اور گیانی کی اگلی کال کا انتظار کروں۔ میں نے لیپ ٹاپ واپس کر دیا۔ اور واش روم سے ہو کر جب واپس آیا تو نوین مختصر سے لباس میں تھی۔ اور بیڈ کے ایک کونے میں پڑی تھی۔ گویا وہ خاموشی کی زبان میں کہہ رہی تھی کہ مجھے اس کے ساتھ بیڈ پر ہی لیٹنا ہے۔

''یہ کپڑے تو نے کہاں سے لے لیے۔'' میں نے پوچھا۔

''اسی کے ہیں۔ اب تھوڑا سکون محسوس کر رہی ہوں۔'' اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''او کے' تم لیٹ جاؤ' میں ادھر ادھر کہیں میرا مطلب باہر.....'' میں نے کہنا چاہا' لیکن وہ بات کاٹتے ہوئے بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہیں لیٹ جاؤ' میں تجھے بالکل نہیں کھاؤں گی۔'' اس کے لہجے میں اکتاہٹ کے ساتھ شکوہ بھرا ہوا تھا' جسے بہر حال میں اچھی طرح سمجھتا تھا۔ میں نے جوتے اتارے اور بیڈ پر لیٹ گیا اور پوچھا۔

''کیا ہم دونوں میں سے کسی ایک کو جاگنا ہوگا؟''

''ضرورت نہیں ہے' وہ دونوں جاگ رہے ہیں' کل چھٹی ہے' اور وہ دونوں پوری رات موج مستی کرنے کے موڈ میں ہیں۔ تم نے اگر کچھ کھانا پینا ہے' یا جاگنا چاہتے ہو تو میں تمہارے لیے کچھ بنا کر لا سکتی ہوں' تمہارے ساتھ جاگ کر باتیں کر سکتی ہوں۔''

''نہیں' ہمیں سونا چاہیے' کیونکہ سارا دن وہ سوئیں گے اور ہمیں جاگنا ہوگا۔ کل تمہیں کچن بھی سنبھالنا ہوگا' اس لیے ہمیں سو جانا چاہیے۔''

''او کے۔!'' اس نے کہا اور کروٹ بدل کر سو گئی۔ میں چند لمحے یونہی لیٹا رہا' پھر میں نے لائٹ آف کی اور سونے کے لیے لیٹ گیا۔

میں کچھ دیر تک آنکھیں بند کر کے یونہی اس سارے معاملے کو لیے سوچتا رہا' کوئی سرا تو ہاتھ نہیں آیا مگر یہ پتہ نہ چلا کہ میں کب سو گیا۔

میری آنکھ خود بخود کھل گئی تھی۔ میں نے اٹھ کر دیکھا' نوین بے خبر پڑی ہوئی تھی۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ رانوں میں دیئے ہوئے تھی اور اکٹھی سی ہو کر پڑی تھی۔ میں اٹھا اور واش روم چلا گیا۔ پھر کھڑکی میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ باہر نیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی' یہی نیلگوں روشنی والا ماحول مجھے سب سے سہانا لگتا تھا۔ کچھ وقت یونہی گزر گیا۔ تبھی نوین کو رکا فون بج اٹھا' وہ کسمساتی ہوئی اٹھی' اس نے فون سنا' پھر ایک دم سے حواسوں میں آ گئی۔ میں سمجھ گیا کوئی خطرے والی بات ضرور ہوگی' پھر اس نے میری طرف دیکھ کر فون بند کر دیا۔

''کیا بات ہے' خیریت تو ہے نا؟''

''ابھی بتاتی ہوں' خیریت ہے کہ نہیں۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھی' باہر کی جانب چلی گئی۔ میں تذبذب میں ٹہلنے لگا' کچھ ہی دیر بعد وہ واپس آ گئی۔ اس کے ہاتھ میں لیپ ٹاپ تھا۔ اس نے جلدی سے آن کیا' اور ایک اخبار کا ویب پیج نکال لیا۔ وہ انگریزی اخبار تھا۔ پھر اس نے ایک خبر کے ساتھ بنے خاکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''یہ دیکھو۔''

میں نے دیکھا' وہ بہت حد تک میرا ہی خاکہ تھا' وہ مجھ سے کافی حد تک ملتا جلتا تھا۔ میں چونک گیا۔ مجھے اپنا خاکہ چھپنے پر اتنی پریشانی نہیں تھی' جتنی یہ سوچ کر شدید حیرت ہوئی کہ آخر یہ خاکہ چھپ کیسے گیا؟ کس نے مجھے اتنے غور سے دیکھا تھا؟ کیا میں کسی سازش کا شکار ہو رہا ہوں اور کسی بھی لمحے انڈین خفیہ والوں کے ہتھے چڑھنے والا ہوں۔ میرے اندر بے چینی اور سنسنی کی لہریں دوڑنے لگیں۔

☆.....☆.....☆

(امجد جاوید کا یہ دلچسپ اور طویل ناول ابھی جاری ہے، باقی واقعات اگلی قسط میں پڑھیے)

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY